REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R-N 61/57

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم   وعلی عبدہ المسیح الموعود

جلد ۳۸   شمارہ ۵   POSTEL REGISTRATION NO. GDP-3

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر: عبدالحق فضل

نائب: قریشی محمد فضل اللہ

شرح چندہ
سالانہ ۶۰ روپے
ششماہی ۳۰ روپے
ممالک غیر بذریعہ ہوائی ڈاک ۲۵۰ روپے
فی پرچہ ایک روپیہ پچیس پیسے

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان

۲۴ جمادی الثانی ۱۴۰۹ ہجری   ۲ تبلیغ ۱۳۶۸ ہش   ۲ فروری ۱۹۸۹ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۲۹ جنوری سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے بارہ میں ہفتہ زیر اشاعت کے دوران ملنے والی تازہ ترین اطلاع مظہر ہے کہ حضور پر نور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں اور مہمات دینیہ کے سر کرنے میں ہمہ تن مصروف ہیں۔

احباب کرام التزام کے ساتھ اپنے دل و جان سے پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازی عمر اور مقاصد عالیہ میں کامیابی کے لئے دردِ دل سے دعائیں کرتے رہیں۔

○ — مورخہ ۲۸ جنوری کو محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی مع محترمہ سیدہ بیگم صاحبہ ربوہ تشریف لے گئے ہیں بخیریت واپسی کیلئے دعا کریں۔

○ — مقامی طور پر محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے قائمقام امیر مقامی اور درویشان کرام و احباب جماعت بفضلہ تعالیٰ خیر و عافیت سے ہیں۔

صداقت احمدیت کا ایک اور روشن نشان

مولانا محمود احمد میرپوری کی ہلاکت

برطانیہ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے معاند شدید اہلحدیث لیڈر مولانا محمود احمد میرپوری خدا تعالیٰ کی قہری تجلی کا نشانہ بن گئے۔ مولانا محمود احمد میرپوری کے مرنے پر اخبار حیدر راولپنڈی اپنی ۸۸-۱۰-۲۷ کی اشاعت میں لکھتا ہے۔

"ریاست جموں و کشمیر کے مایہ ناز سپوت، عظیم مذہبی سکالر، مدینہ یونیورسٹی کے فارغ التحصیل عالم دین، اسلامک شریعت کونسل برطانیہ کے سیکرٹری جنرل، مرکزی جمعیت اہلحدیث برطانیہ کے ناظم اعلیٰ، ماہنامہ صراط مستقیم برطانیہ کے ایڈیٹر اور تحریک آزادی کے صف اول کے راہنما تھے۔ مولوی میرپوری تحریر اور تقریر دونوں کے ذریعہ جماعت احمدیہ کی مخالفت پر کمربستہ تھے اور اپنے رسالہ صراط مستقیم اور دیگر اخبارات میں اکثر سلسلہ احمدیہ کے خلاف زہر اگلتے رہتے تھے۔ چنانچہ ۱۷ مارچ ۱۹۸۵ء کو جماعت کے خلاف ان کا ایک طویل خط روزنامہ جنگ لندن میں شائع ہوا جس میں انہوں نے عوام الناس کو یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ بانی سلسلہ احمدیہ نے اپنی وفات سے ایک سال قبل ایک اشتہار شائع کیا جس میں انہوں نے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو مباہلہ کا چیلنج دیتے ہوئے لکھا کہ۔

"اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے پرچہ اہلحدیث میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا۔"

حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام نے مباہلہ کا چیلنج ۱۸۹۷ء میں دیا تھا مگر مولوی ثناء اللہ امرتسری دس سال تک اس کے جواب میں خاموش رہے۔ لیکن مولانا میرپوری اس تحریر سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ گویا حضرت مرزا صاحب کی وفات مباہلہ کے اس چیلنج کی وجہ سے ہوئی تھی۔ اسی طرح مولوی صاحب نے ان تمام تحریرات کو جو مولوی ثناء اللہ امرتسری نے حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ کے مباہلے کے چیلنج کے جواب میں لکھیں اور جن سے واضح طور پر ان کا مباہلہ سے فرار اور حرف ثابت ہوتا ہے پردۂ اخفاء میں رکھ کر عوام الناس کو صریح دھوکے میں مبتلا کیا اور جانتے بوجھتے یہ موقف پیش کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام (نعوذ باللہ) مولوی ثناء اللہ امرتسری کے ساتھ مباہلہ کے نتیجہ میں فوت ہوئے تھے اور ترنگ میں آکر اسی اخبار کے ذریعہ مولانا میرپوری نے حضرت امام جماعت احمدیہ کو درج ذیل الفاظ میں مباہلہ کا چیلنج بھی دے دیا۔ "میں مرزا طاہر احمد کو چیلنج دیتا ہوں کہ وہ ہمارے ساتھ اس بات پر مباہلہ کریں کہ مرزا غلام احمد سچا نبی تھا یا جھوٹا، ہمارا دعویٰ اور ایمان ہے کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ ...... ان کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آئیگا اور جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا اور کذاب ہوگا۔ وہ حضرات جو بچارے کسی لالچ و طمع کی بناء پر قادیانیت قبول کر لیتے ہیں انہیں قربانی کا بکرا بنانے کی بجائے مرزا صاحب سامنے آئیں تاکہ ایک ہی بار فیصلہ ہو جائے۔ (روزنامہ جنگ لندن ۸۵-۳-۷)

مگر ۱۰ جون ۱۹۸۸ء کو جب حضرت امام جماعت احمدیہ نے تمام مکفرین اور مکذبین کو مباہلہ کا چیلنج دیا تو اتمام حجت کی غرض سے اس کی ایک کاپی بذریعہ ریکارڈڈ ڈیلیوری ۱۵ جولائی ۱۹۸۸ء کو مولوی محمود احمد میرپوری کو بھی بھجوا دی گئی۔ لیکن اپنے اسلاف کی طرح انہوں نے اسے قبول کرنے سے گریز کیا اور حجت بازی سے کام لیتے ہوئے اپنے رسالہ صراط مستقیم میں لکھا:

"جہاں تک مباہلے کا تعلق ہے وہ تو نبوت کا دعویٰ کرنے والا ہی دعوت دے سکتا ہے اور وہ بھی اس وقت جب اللہ کی طرف سے اسے اس امر کا حکم ہو۔"

مزید لکھا کہ

"اس لئے اب مرزا طاہر احمد کو مرزا صاحب کی نمائندگی کرنے یا فریق بننے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ جس نے

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے پرنٹر پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: نگران بورڈ بدر قادیان

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
ہفت روزہ بدر قادیان
۲؍تبلیغ ۱۳۶۸ ہش

بنگلور کے مقامی صاحب

(۳)

ہفت روزہ "عروج ہند" بنگلور ۱۵؍جنوری ۱۹۸۹ء کے صفحہ ۲ پر مقامی صاحب کے مضمون پر اعتراض کرتے ہوئے حیدرآباد کے ایک مولانا عبدالقدیر صاحب رقمطراز ہیں کہ:۔

"مجھے بڑا تعجب ہوا کہ آپ نے لکھا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے مولانا ثناءاللہ سے مباہلہ کیا اور مولانا نے اس کو قبول نہیں کیا۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ مرزا صاحب نے مباہلہ نہیں بلکہ صرف دعا کی تھی اور اللہ سے فیصلہ چاہا تھا اور مولانا کے قبول کرنے یا نہ کرنے پر اس کو موقوف نہیں رکھا گیا تھا براہ کرم اس پر غور فرما دیں۔"

اس کے جواب میں مولانا شعیب اللہ خاں فرماتے ہیں:۔

"یہ محض الزامی طور پر میں نے لکھی تھا..... حقیقت وہی ہے جو آپ نے لکھی ہے..... میرا خیال و عقیدہ میں نے نہیں لکھا تھا۔ بلکہ الزاماً بالخصوص قادیانی لوگوں کا قول و عقیدہ تحریر کیا تھا۔

الجواب:۔ یہ صرف جماعت احمدیہ کا ہی قول نہیں ہے بلکہ خود مولوی ثناءاللہ صاحب نے بھی ۱۵؍اپریل ۱۹۰۷ء والے "آخری فیصلہ" کو مباہلہ ہی قرار دیا تھا تبھی تو انہوں نے قبول نہ کرتے ہوئے لکھا تھا

"یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں" (اہلحدیث ۲۶؍اپریل ۱۹۰۷ء)

لہٰذا یہ دونوں مولوی صاحبان پکڑے گئے ہیں۔ کیونکہ مولوی ثناءاللہ صاحب اس تحریر کو برملا طور پر مباہلہ قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:۔

"کرشن قادیانی نے ۱۵؍اپریل ۱۹۰۷ء کو میرے ساتھ مباہلہ کا اشتہار شائع کیا تھا" (مرقع قادیانی جون ۱۹۰۸ء)

"آخری فیصلہ" کے الفاظ کو مباہلہ قرار دیتے ہوئے مولوی ثناءاللہ صاحب لکھتے ہیں:۔

"ایسے لوگوں کو جو کسی دلیل کو نہ جانیں کسی علمی بات کو نہ سمجھیں بغرض بدرا بدر باید رسانید کرد کہ آؤ ایک **آخری فیصلہ** بھی سنو ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اپنی بیٹیاں اور تمہاری بیٹیاں اپنے بھائی بند نزدیکی اور تمہارے بھائی بند نزدیکی بلالیں پھر عاجزی سے جھوٹوں پر خدا کی لعنت کریں خدا خود فیصلہ دنیا ہی میں کر دے گا۔ جو فریق اس کے نزدیک جھوٹا ہوگا وہ دنیا میں برباد اور مورد غضب ہوگا"
(تفسیر ثنائی جلد ۲ صفحہ ۳۴)

پس ثابت ہوا کہ مولوی ثناءاللہ کے نزدیک بھی "مولوی ثناءاللہ کے ساتھ آخری فیصلہ" کی تحریر مباہلہ تھی لیکن یہ دونوں مولوی صاحبان اس سے انکار کر رہے ہیں:۔

ایک اہم سوال:۔ مولانا مقامی اور مولانا عبدالقدیر بتائیں کہ مولوی ثناءاللہ صاحب نے اس تحریر کو مباہلہ قرار دے کر جھوٹ بولا تھا یا آپ دونوں اس تحریر کے مباہلہ ہونے کا انکار کر کے جھوٹ بول رہے ہیں۔ آپ دونوں کے لئے لمحہ فکریہ ہے

یہ قادیاں ہے ترا میکدہ نہیں ساقی
یہاں کی خاک سے انسان بنائے جاتے ہیں

آخر میں مقامی صاحب کو پھر توجہ دلائی جاتی ہے کہ جب وہ "مباہلہ" کے الفاظ استعمال کر چکے ہیں تو اگر مگر کے الفاظ سے اس مباہلہ کی کارروائی کو مبہم نہ بنائیں۔ بلکہ فریق ثانی کی حیثیت سے مباہلہ پر دستخط کر کے صاف لکھیں کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین اور اخبارات میں اس قبول مباہلہ کو شائع کردیں اور ایک سال تک خدا کی لعنت کا انتظار کریں کہ کس پر پڑتی ہے۔

البتہ اگر آپ کے دل میں اپنے مسلک کے جھوٹا ہونے کا شبہ ہے جیسا کہ آپ کے طرز عمل سے ثابت ہوتا ہے تو پھر آپ ایسا نہ کریں بلکہ چالیس دن تک اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعائیں کریں کہ اے خدا اگر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اپنے دعاوی میں سچے ہیں تو مجھے بتا دے تا کہ میں مباہلہ کر کے ہلاک نہ ہو جاؤں چالیس دن کے بعد جس طرف شرح صدر ہو وہی موقف اختیار کریں ؎

ابھی تو بات کرو ہم سے دوستوں کی طرح
پھر اختلاف کے پہلو نکالتے رہنا

(عبدالحق فضل)

درخواست ہائے دعا

(۱) مکرم چوہدری انوارالحسن صاحب ملتان سے تحریر فرماتے ہیں کہ خداوند کریم نے میرے کزن چوہدری حمید احمد صاحب ابن چوہدری محمد عبداللہ صاحب درویش قادیان کو مورخہ ۱۹؍دسمبر ۸۸ء دوسرا بیٹا عطا فرمایا ہے والدین نے تحریک وقف نو کے تحت اسے وقف کرنے کی سعادت حاصل کی ہے حضور انور نے ازراہ شفقت نومولود کا نام "وحید احمد انور" تجویز فرمایا ہے۔ احباب سے نومولود کی صحت و سلامتی درازی عمر نیک صالح بننے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(۲) میں عرصہ دراز سے بعارضہ دل بیمار ہوں اور کچھ عرصہ سے مکان؛ مشکلات سے دوچار ہوں میری صحت و سلامتی رزق میں فراخی والد صاحب اور بیوی بچوں کے لئے درخواست دعا ہے۔ (ادارہ)

ضیاء الحق

آسمان کا یہ کام، کیا کم ہے؟
اُس کا ایسا دوام، کیا کم ہے؟
وہ جو طوفان بدست تھا، اُس کا
کام ہونا تمام، کیا کم ہے؟
کلمہ [illegible] کے لکھ دیا "اسلام"
مٹ گیا اُس کا نام کیا کم ہے؟
جس نے کردی مقید آزادی
ہو گیا خود غلام، کیا کم ہے؟
[illegible] دار و رسن کا موجب تھا
وہ گرفتار دام کیا کم ہے؟
[illegible] بجیب خود [illegible]
وہ ہوا بے لگام کیا کم ہے؟
[illegible]!!
[illegible] مقام، کیا کم ہے؟
[illegible] کا مجرم
[illegible] کیا کم ہے؟
[illegible]
[illegible] کا یہ دام [illegible]

غلام نبی ناظر [illegible]

خطبہ جمعہ

جھوٹ تمام گناہوں سے بڑھ کر مہلک ہے اس سے زیادہ خوفناک اور ذلیل و رسوا کرنے والا

کوئی گناہ نہیں ہے شرک کا دوسرا نام جھوٹ ہے تمام بدیوں، تمام گناہوں کی ماں ہے

اور انسان کو سب سے کم از کم [illegible] خبیث [illegible] کا احساس [illegible] ہے تو حق کی پناہ میں کیسے آئیں گے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۹ فتح (دسمبر) ۱۳۶۷ ہش ۱۹۸۸ء بمقام مسجد فضل لندن

محترم منیر احمد جاوید صاحب مبلغ سلسلہ دفتر پی۔ ایس لندن کا مرتب کردہ یہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ ادارہ "بدر" کلیتاً اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین کر رہا ہے ——— (ایڈیٹر)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور اقدس نے فرمایا:-

میں نے گزشتہ خطبے میں فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ کے مضمون پر کچھ روشنی ڈالی تھی۔ لیکن چونکہ جمعہ کا جو عام مقرر وقت ہے۔ وہ ختم ہو چکا تھا اس لئے مضمون کا کچھ حصہ ابھی باقی تھا۔

جب ہم کہتے ہیں کہ اللہ کی طرف دوڑو یعنی فرار اختیار کرو۔ تو جب تک پوری طرح اس کا مفہوم نہ سمجھ آ جائے، ہم کسی سمت بھی دوڑ نہیں سکتے۔ پہلی بات تو واضح ہے کہ خدا جسم نہیں ہے اور ہر سمت میں ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ

(سورۃ البقرۃ: ۱۱۶)

جس طرف بھی تم منہ کرو گے، اسی سمت میں تم خدا کو پاؤ گے۔ تو پھر

دوڑنے سے کیا مراد ہے

جیسا کہ میں نے پچھلے خطبے میں بھی بیان کیا تھا۔ فرار کا لفظ کسی خطرے کے مقابل پر دوڑنے کو کہتے ہیں۔ محض دوڑنا مراد نہیں، تو خطرے کی نشاندہی سے سمت کا تعلق ہوا کرتا ہے۔ اس لئے یہ مضمون محض ایک سطحی اور عمومی مضمون نہیں ہے کہ کسی کو کہہ دیا جائے کہ خدا کی طرف دوڑو بلکہ یہ سمجھنا ضروری ہے کہ کسی سے بھاگو، کس طرف بھاگو اور یہ بتانا ضروری ہے کہ جب تک بھاگنے والا خطرے کی سمت معین نہیں کرتا، اس کے بھاگنے کی سمت بھی معین نہیں ہو سکتی۔ عام دنیا میں ہم جو دستور دیکھتے ہیں، اس پر غور کرنے سے آپ کو اس مضمون کے اور بہت سے پہلو سمجھ میں آ جائیں گے۔ ایک انسان اگر جنگلی بھینسے سے بھاگ رہا ہے تو اس کو درخت پناہ دے گا۔ وہ اگر دوڑ کر قریب کے کسی درخت پر چڑھ جائے اور اگر وہ چڑھ سکتا ہو تو جنگلی بھینسا چونکہ درخت پر نہیں چڑھ سکتا، اس لئے اس کو درخت سے پناہ مل جائے گی۔ لیکن اگر وہ ریچھ سے بھاگا ہے تو درخت اس کو پناہ نہیں دے سکتا کیونکہ ریچھ درخت پر چڑھ سکتا ہے۔ اس کے لئے اگر اس کو آگ مہیا ہو اور وہ جلتی ہوئی لکڑیاں استعمال کر کے ان کے دائرے میں آ جائے یا ایک جلتی ہوئی بڑی لکڑی کو ریچھ کو دوڑانے کے لئے استعمال کرے تو اس بات کا امکان ہے کہ وہ ریچھ سے بچ جائے۔

خشکی کے جانوروں سے بچنے کے اور طریق ہیں

پانی کے جانوروں سے بچنے کے اور طریق ہیں۔ اگر مچھ کسی کے پیچھے ہو تو اس کو دریا سے نکل کر خشکی کی پناہ لینی پڑتی ہے۔ بعض ایسے حملے ہیں جن میں خشکی سے اتر کر دریا کی پناہ لینی پڑتی ہے چنانچہ شہد کی مکھیوں کا حملہ ہو تو نہ درخت پناہ دے سکتا ہے نہ زمین پناہ دے سکتی ہے، اس کے لئے اکثر لوگوں کو دریاؤں میں یا نہروں میں یا تالابوں میں چھلانگیں لگاتے دیکھا ہے۔ مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ قادیان میں مجلس مشاورت کے بعد کسی بچے نے غلطی سے شہد کا چھتہ چھیڑ دیا تو اس سے بیچارے لوگ بری طرح متاثر ہوئے، گھبرائے، بھاگے زخمی ہوئے لیکن وہاں بچوں کے نہانے کا ایک تالاب تھا، جن کو اصل پناہ ملی ہے، وہ اسی تالاب میں ملی ہے یا پھر بند کمروں میں مل سکتی ہے تو خدا تعالیٰ نے ہر طرف ہے لیکن ہر خطرے سے پناہ کے

آپ کو اپنے گناہوں کے شعور کو بیدار کرنا پڑے گا
(ارشاد حضور ایدہ اللہ)
پیشکش:- گلوب رہبر مینوفیکچرس ۲۳ راجندرا سرائی کلکتہ ۲۳....۷
فون 27-0441
گرام "GLOBEXPORT"

لئے جس طرف آپ منہ اٹھا کر بھاگیں، آپ کو پناہ نہیں مل سکتی بلکہ خطرے کی سمت بچاؤ کے سمت معین کرتی ہے۔ وہاں بھی تو آپ خدا کی ہی پناہ میں آتے ہیں۔ درخت پر چڑھیں، تب بھی قانونِ قدرت جو خدا نے پیدا کیا ہے، اس کے تابع، خدا کے حکم کے ماتحت درخت آپ کو پناہ دیتا ہے۔ جہاں پانی کی پناہ میں آتے ہیں وہاں بھی قانونِ قدرت خدا کے حکم کے تابع آپ کو پناہ دیتا ہے۔ اسی طرح آپ خطروں کی نشاندہی کرتے چلے جائیں، ان کے مقابل پر آپ کا دماغ خود آپ کو بتاتا چلا جائے گا کہ یہاں خدا کس سمت میں ہے تو ہر سمت سے خدا آپ کی پناہ کا منتظر ہے۔ لیکن ہر خطرے کے نتیجے میں،

جس طرف منہ اٹھے اس طرف بھاگنے سے آپکو پناہ نہیں ملیگی

خطرے کا تعین ضروری ہے پھر سمت کا تعین ہو گا۔ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ جس طرف بھی جاؤ گے وہیں خدا کو پاؤ گے، خدا کے سوا کچھ نہیں ہو گا۔ لیکن کس سمت میں خدا سے پناہ مانگنی ہے۔ اس کا تعلق خطرے نے کرنا ہے۔ بعینہٖ یہی حال گناہوں کا ہے۔ گناہوں کی تعین کے بغیر آپ کو یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ آپ نے کس طرح خدا سے پناہ حاصل کرنی ہے۔ ہر گناہ اپنے مقابل پر ایک الٰہی صفت سے خوف کھاتا ہے اور اس کو اس صفت کے دائرے میں داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے۔ اس لئے جب آپ گناہ کا تعین کر دیں گے تو اُس الٰہی صفت کا تعین خود بخود ہو جائے گا، یا ادنیٰ غور سے بھی آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ کسے اپنانے کی ضرورت ہے۔

اس مضمون پر غور کرتے ہوئے اور بھی بہت سی باتیں سامنے آتی ہیں کہ پناہ لینے سے آپ کیا مراد ہے؟ انسان کی بعض صفات ایسی ہیں کہ جو بعض برائیوں سے پناہ دیتی ہیں۔ لیکن خدا میں وہ صفات نہیں ہیں۔ ایک یہ بھی سوال اٹھتا ہے تو کیا خدا کے سوا بھی پناہ دینے والی کوئی چیز ہے؟ پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر خدا سے پناہ ملنی ہے۔ تو جب تک تمام گناہوں کا شعور نہ ہو، انسان کو کمل پناہ نہیں مل سکتی۔ ایک گناہ سے بچ گئیں تو خدا کی جس سمت میں اس کا توڑ موجود ہے، وہاں آپ کو پناہ تو مل جائے گی لیکن بعض اور سمتوں سے حملہ کرنے والے گناہوں سے آپ کو پناہ نہیں ملے گی۔

اس مضمون کو سمجھنے کے بعد آپ کو کشتی نوح کی اس عبارت کی سمجھ آ سکتی ہے، جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بعض چھوٹے چھوٹے گناہوں کا ذکر کر کے فرمایا کہ جو ان گناہوں سے بھی توبہ نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ اس تعلیم کو آپ پڑھیں تو آپ کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے۔ یوں محسوس ہو گا کہ آج دنیا میں کوئی ایک بھی انسان ایسا نہیں ہو سکتا جو یقین کے ساتھ کہہ سکے کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں سے ہوں۔ تو کیا مطلب ہے اس تحریر کا؟ اس سے یہی مراد ہے کہ تم ابھی اس میں نہیں ہو۔

انبیاء جو جماعت پیدا کرتے ہیں وہ امن کی جماعت ہوتی ہے

یعنی تمام گناہوں سے پوری طرح امن ہو، تا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بندے پر کوئی حرف نہ آ سکے، تو مراد یہ ہے کہ تم نے اپنے لئے ایک رخنہ چھوڑ دیا۔ اس لئے کلیۃً میری جماعت میں داخل نہیں ہو سکے کیونکہ جو جماعت میں داخل ہیں، ان کے متعلق خدا کا وعدہ ہے اور اٹل وعدہ ہے کہ ان کو دنیا کی کوئی طاقت کسی قسم کا گزند نہیں پہنچا سکتی۔ وہ ہر حال میں ہمیشہ خدا کی پناہ میں رہنے والے لوگ ہیں۔ تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تعلیم کی صورت میں مکمل جماعت بنا کر آپ کو دکھائی ہے، کوئی رخنہ اس میں سے نہیں چھوڑا۔ اس لئے بعض دفعہ کم فہم لوگ اس عبارت کو پڑھ کر ڈرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ کیا مطلب ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دنیا میں ماننے والا کیا آج ایک بھی نہیں رہا؟ یقیناً ہیں، لیکن انہوں نے اس عمارت میں داخل ہوتے وقت کوئی نہ کوئی سوراخ ایسے چھوڑ دیئے کہ وہ دیوار جو ان کے گرد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے بنائی ہے وہ ہر طرف سے، ہر سمت سے ان کی حفاظت نہیں کر رہی کیونکہ خود انہوں نے کچھ اینٹیں لگانی چھوڑ دیں یا بھول گئے یا بعض جگہ خود رخنے ڈال دیئے تو صفاتِ الٰہی کی طرف دوڑنے کا مضمون ہمیں یہ بھی بتا رہا ہے کہ ایک پہلو سے خدا کی پناہ میں آنے کے باوجود بعض دوسرے پہلوؤں سے ہو سکتا ہے کہ ہم امن کی حالت میں نہ رہیں۔ چنانچہ

جو شخص جھوٹ سے پرہیز نہیں کرتا

وہ حق ذات سے تعلق نہیں جوڑ سکتا اور ہر سمت سے اُس پر حملے ہو سکتے ہیں اور اس کثرت کے ساتھ وہ حملوں کا شکار ہو سکتا ہے کہ سچا آدمی جس میں بعض اور برائیاں ہوں، اتنا زیادہ خطرے کی حالت میں زندگی نہیں گزارتا، جتنا ایک جھوٹا آدمی زندگی گزارتا ہے۔ اسی طرح آپ دوسری صفات پر غور کرنا شروع کریں تو ہر صفت کے اوپر آپ کو معلوم ہو گا کہ اس الٰہی صفت میں خصوصیت کے ساتھ ان ان باتوں سے پناہ دینے کی قوتیں موجود ہیں۔ اور پھر، جیسا کہ میں نے پہلے بھی بیان کیا تھا،

آپ کو اپنے گناہوں کے شعور کو بیدار کرنا پڑے گا۔

جب تک انسان اپنے نفس کی کمزوریوں کا شعور پیدا نہیں کرتا اور اپنے نفس کی کمزوریوں کو ایسی آنکھ سے نہیں دیکھتا، جیسے شدید دشمن نفرت کی آنکھ سے کسی شخص کی کمزوریوں کو دیکھ رہا ہوتا ہے۔ جب تک ایک ظالم کی نظر سے انسان اپنے نفس کی کمزوریوں کو نہیں دیکھتا، اس وقت تک وہ پوری طرح اپنے وجود کو کھنگال نہیں سکتا اور وہ برائیاں جو تہہ میں بیٹھی ہوئی ہیں وہ اُبھر کر اس کی آنکھوں کے سامنے نہیں آ سکتیں۔ آپ نے دیکھا ہو گا، بعض دفعہ پانی شفاف دکھائی دیتا ہے لیکن اس میں آپ چمچہ گھول دیں یا ویسے ہی کسی لکڑی سے اُس کو ہلا دیں تو نیچے سے اس کا گدلا پن اوپر اُبھر آتا ہے اور آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے۔

وہ لوگ جو گناہ کا شعور نہیں رکھتے۔ اُن کے اندر تہہ بہ تہہ گناہ بیٹھتے چلے جاتے ہیں اور جو گناہ ان کے دلوں کی تہوں میں بیٹھ جاتے ہیں وہ ان کی نظر سے اوجھل ہو جاتے ہیں، تبھی ضرورت پڑتی ہے کہ انسان ہمیشہ اپنے نفس کو کھنگالتا رہے اور اس طرح کھنگالے، جیسے کوئی دشمن برائیاں دیکھنے کے شوق میں، تلاش میں کریدتا ہے اور دیکھنا چاہتا ہے کہ اس کے اندر چھپی ہوئی کون سی بیماری ہے۔

اس مضمون کو قرآن کریم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے تعلق میں ـ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ـ کے الفاظ سے بیان فرمایا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا کہ ظلوماً جھولاً بظاہر تو بہت ہی خوفناک الفاظ ہیں۔ انتہائی ظالم اور انتہائی جہالت سے پیش آنے والا۔ اور ذکر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا چل رہا ہے، جن پر خدا نے قرآن کریم کی امانت نازل فرمائی تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جن معنوں میں ہم اس لفظ

ظلوماً جھولاً

کو سمجھتے ہیں۔ اُن معنوں میں اس کا تعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو کیا آپ کے ادنیٰ غلاموں پر بھی ہو سکے اور مقام مدح ہے کوئی برائی کا موقعہ نہیں بلکہ انتہائی تعریف جو کسی انسان کی کی جا سکتی ہے جس سے اوپر تعریف ممکن نہیں ہے اس موقعے پر خدا تعالےٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا ذکر کر کے فرماتا ہے

اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا

(سورۃ الاحزاب آیت: ۷۳)

یعنی وہ امانت جس کا بوجھ اُٹھانے سے زمین و آسمان کانپ اُٹھے، پہاڑوں نے انکار کر دیا، یہ مردِ میدان آگے آیا اور اس نے اس امانت کو اُٹھا لیا۔ کتنا عظیم الشان تعریف کا مقام ہے — اِنَّهٗ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا۔ دیکھو کتنا ظلوم، کتنا جہول ہے

مَیں نے پہلے بھی ایک خطبے میں بیان کیا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ راز ہم پر کھولا کہ یہاں ظلوم سے مراد دوسروں پر ظلم کرنے والا نہیں بلکہ اپنے نفس پر ظلم کرنے والا ہے۔ اپنے نفس کو اس طرح کھنگالنے والا، اس شدت کے ساتھ اپنے نفس سے برائیاں دور کرنے والا کہ جیسے اس کے دل میں اپنے نفس کے لئے رحم کا کوئی جذبہ باقی نہیں۔ ہر تکلیف کے مقام پر اپنے نفس کو گھسیٹ کر لے جانے والا، ہر آرام کے بستر سے اپنے نفس کو اُٹھا کر مصائب کے میدانوں کی طرف لے جانے والا شخص — ظلوم — کہلائے گا۔ اور جہول — اس کو کہتے ہیں جو پھر عواقب سے بے خبر ہو جائے، اس کو اس بات کی کوئی پرواہ نہ رہے کہ اس کے ساتھ کیا ہوتا ہے۔ جب انسان اس طرح اپنی پرواہ چھوڑ دے اور اپنے نفس کو خدا کی خاطر ہلاکت میں ڈالتا ہے تو وہ — ظَلُومًا جَهُولًا — کہلاتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ اس کو آسمان سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے کہ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ ..... (سورۃ الشعراء: آیت ۴) کہ اے میرے پیارے بندے! کیا تو اپنے نفس کو ہلاک کر لے گا۔

یہ وہ مضمون ہے جو آپ کو اپنے گناہوں کا شعور بخش سکتا ہے۔ اپنے نفس پر رحم کرنے والا نہیں بلکہ ظلم کرنے والا بننا پڑے گا۔ آپ کی وہ آنکھیں جو ہمیشہ غیر کی طرف، اس کی برائیاں تلاش کرنے کے لئے لگی رہتی ہیں، اُن کو کبھی اپنی طرف بھی تو لوٹائیں، کبھی اُن نظروں سے اپنے نفس کی طرف بھی تو دیکھیں۔ معلوم تو کریں کہ آپ کے اندر کتنے ظلم کی کھچڑیاں پک رہی ہیں۔ کتنا نیتوں کا فتور ہے۔ کتنا فساد ہے جگہ جگہ اور کتنے پردوں کے پیچھے چھپ چکا ہے۔ جس طرح گھر کی دیر سے صفائی نہ ہو تو گند کونوں کھدروں میں چھپتا چلا جاتا ہے، چھپتا چلا جاتا ہے۔ کوئی نیا آدمی جب اس گھر میں آتا ہے۔ خصوصاً عورتیں جب صفائی کرتی ہیں تو ہزار ہزار کوسنے پرانے مالکوں کو اور پرانے رہنے والوں کو دیتی ہیں کہ بڑے گندے لوگ تھے۔ دیکھو! باورچی خانے کا یہ حال ہے۔ جو گند ہوتا تھا فلاں کونے میں چھپا دیا کرتے تھے۔ یہ کوئی عورتیں تھیں، کوئی انسان تھے۔ بڑی مصیبت پڑی ہے آج صفائی کی۔ نوکر بدلیں تو وہ بھی یہی کام کرتا ہے۔ پچھلے نوکروں کو گالیاں دیتا ہے کہ دیکھو ان کو صفائی کرنی نہیں آتی تھی۔ اور حال یہ ہے کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے نفس کے گند چھپاتا چلا جاتا ہے چھپاتا چلا جاتا ہے، زندگی بھر چھپاتا چلا جاتا ہے۔ غیر کی آنکھ سے چھپانا شروع کرتا ہے، پھر اپنی آنکھ سے چھپانے لگتا ہے۔ اس لئے خوب یاد رکھیں کہ وہ شخص جو غیروں کی آنکھ سے اپنی بیماریوں کو چھپاتا ہے، وہ لازماً اس بات میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ پھر اپنی آنکھ سے اپنی بیماریوں کو چھپانے لگتا ہے۔ اور جب اپنی نظر سے بیماریاں اوجھل ہو گئیں تو پھر آپ کو کیا پتہ چلے گا کہ کس سمت سے کس سمت میں بھاگنا ہے۔ نہ خطرے کی سمت معین، نہ پناہ کی سمت معین۔ جب پتہ ہی نہ ہو کہ خطرہ خشکی سے ہے یا پانی سے ہے تو آپ کس طرف بھاگیں گے۔

خُدا پھر بھی ہر سمت ہوگا

خدا کی امن کی بانہیں پھر بھی آپ کے لئے کھلی اور منتظر ہوں گی لیکن آپ حرکت نہیں کر سکیں گے کیونکہ آپ کو کچھ پتہ نہیں کہ اس وقت میرا امن خدا کی کس سمت میں واقع ہے۔ اس پہلو سے جب مَیں نے برائیوں کے مقابل پر خدا کی امن دینے والی صفات کا جائزہ لیا تو یہ تو ایک بہت ہی وسیع مضمون بن جاتا ہے۔ اتنا وسیع ہے کہ در حقیقت

سینکڑوں خطبات میں بھی

اس مضمون کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ چند مثالیں دی جا سکتی ہیں اور ان مثالوں کے ذریعہ آپ کو متوجہ کیا جا سکتا ہے کہ ان باتوں پر غور کرتے رہیں اور جب اپنے نفس کو ٹٹولیں تو اپنی پناہ گاہوں کی بھی تلاش شروع کریں۔

مَیں نے دوسرا سوال یہ اُٹھایا تھا کہ بعض صفات خدا تعالیٰ کی صفات ہیں ہی نہیں اور اس کے باوجود انسان بعض برائیوں سے ان صفات کی پناہ میں آتا ہے۔ تو کیا غیر اللہ کے سوا بھی کوئی پناہ ممکن ہے۔ مثلاً انسان کی ایک صفت قناعت ہے۔ جو قناعت کرتا ہے، اس کو ہم قانع کہتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی کوئی صفت قناعت نہیں ہے۔ خدا کو آپ قانع نہیں کہہ سکتے۔ لیکن آپ جانتے ہیں کہ قناعت آپ کو بہت سی برائیوں اور بدیوں سے بچاتی ہے۔ اس مضمون کے ذکر سے پہلے مَیں قناعت کا تعلق جن بدیوں سے ہے، اس کے اوپر کچھ ذکر کرتا ہوں اور پھر بتاتا ہوں کہ خدا کی کس صفت سے قناعت کا تعلق ہے اور کیوں ہے؟

در حقیقت قناعت بھی خدا تعالیٰ کی بعض صفات کے تابع ہے اور جب خدا کے متعلق آپ قناعت کا مضمون بیان کرنا چاہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے جو طریق ہمیں سکھایا ہے، اس کی رو سے بعض اور صفات ہیں جو سرسری نظر سے قناعت کا مضمون اپنے اندر رکھتی ہوئی معلوم نہیں ہوتیں مگر در حقیقت کوئی انسانی صفت بھی ایسی نہیں جو کسی خدائی صفت کے تابع نہ ہو۔ یا براہ راست وہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہوگی یا خدا تعالیٰ کی کسی صفت کے تابع ہوگی۔ ہمارے معاشرے میں جو عام بیماریاں ہیں۔ اُن میں سے بہت سی ایسی خطرناک بیماریاں ہیں، جن کا قناعت کے فقدان سے تعلق ہے۔

صبر اور قناعت

یہ دو ایسی صفات ہیں، جن کا آپس میں ایک جوڑ ہے۔ اس کے اوپر مَیں کچھ بیان کروں گا۔ اور پھر خدا تعالیٰ کی اس صفت کے ساتھ اس کا تعلق آپ کو دکھاؤں گا، جس کا مَیں نے ابھی ذکر کیا ہے۔

"مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

(الہام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکش: عبد الرحیم و عبد الرؤف مالکان کمیشن ساری مارٹ۔ صالح پور کٹک (اڑیسہ)

ایک انسان کو اپنے گرد و پیش، ماحول میں اچھی اچھی چیزیں دیکھتے ہوئے، مختلف لوگوں کو ان سے استفادہ کرتے ہوئے دل میں بہت سی اُمنگیں پیدا ہوتی ہوئی معلوم ہوتی ہیں۔ بہت سے اُس کے جذبے جاگتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ انسان جب بھی کسی اچھی چیز کو دیکھتا ہے تو وہ اچھی چیز اُس کو اپنی طرف کھینچتی ہے لیکن وہ کشش اتنی شدت سے محسوس نہیں ہوتی جتنی وہ کشش اُس وقت محسوس ہوتی ہے جب کسی اور کے پاس وہ چیز دیکھ لیتا ہے یعنی رقابت کا جذبہ حسن کی اُس کشش کو دوچند بلکہ بعض دفعہ دہ چند، سو چند بھی کر دیا کرتا ہے تو ہر اچھی چیز کی طرف مائل ہونا ہر فطری تقاضا ہے۔ ہر انسان چاہتا ہے کہ میں وہیں کی طرف جاؤں، وہ میری طرف آ جائے۔ ہر اچھی چیز میرے قبضہ قدرت میں آ جاتی ہے۔ میں اُسے حاصل کر لوں اور جب وہ دیکھتا ہے کہ اپنے ساتھیوں کے پاس وہ چیز ہے تو پھر اگر وہ ساتھی غیر ہوں تو اور زیادہ شدت کے ساتھ اسکی کمی کا احساس ہونے لگتا ہے اگر اپنے ہوں تو اس شدت میں کسی حد تک کمی آ جاتی ہے سوال یہ ہے کہ اس کے نتیجے میں بدیوں سے روکنے والی کون سی صفات ہیں اور اس کا بدیوں سے کیا تعلق ہے؟ - یہ خواہشات اگر پیدا ہوتی رہیں اور ان خواہشات کو انسان اُبھارتا رہے اور ان خواہشات کی متابعت شروع کر دے اور ان اچھی چیزوں کی خوابیں دن کو بھی دیکھنے لگے جو اُسے بھلی دکھائی دیتی ہیں تو اس کے نتیجے میں بسا اوقات ایک ایسا مقام آ جاتا ہے کہ وہ پھر اس جذبے کو برداشت نہیں کر سکتا۔ پھر خواہ قانون اس کو اجازت دے یا نہ دے، وہ ان چیزوں کو حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔

ایسے موقعہ پر صرف صبر اس کے کام آسکتا ہے

اسی لئے خدا تعالیٰ نے صبر پر بہت زور دیا ہے۔ یعنی خواہشیں بیدار ہو گئی ہیں۔ حاصل کرنے کا ذریعہ موجود نہیں ہے۔ صرف ایک صورت ہے کہ نیکی کے تقاضوں کو چھوڑ کر، بھلا کر، جس طرح بھی کوئی چیز ہاتھ آتی ہے، اُسے آپ لینے کی کوشش کریں۔ خواہش کے نتیجے میں یہ جو گناہ کی طرف میلان پیدا ہوتا ہے، اس کو روکنے کے لئے صبر کی صفت کام آتی ہے۔ اور قرآن کریم نے اس پر غیر معمولی زور دیا ہے کیونکہ دُنیا میں انسانوں کی بھاری اکثریت ایسی ہے جو صبر کی محتاج ہے۔ ان کو یہ طاقت نہیں ہے کہ اپنی خواہشوں کو لگام دے سکیں۔ اس لئے مجبور ہیں، اگر صبر بھی اُن میں نہ رہے تو وہ لازماً گناہوں میں مبتلا ہو جائیں گے۔ جرم وہوا کئی قسم کے گناہوں میں انسان کو مبتلا کرتی ہیں۔ قتل بھی اس کے نتیجے میں ہو جاتے ہیں۔ ڈاکے پڑتے ہیں۔ چوریاں ہوتی ہیں۔ لوگوں سے پیسے مانگنے کی عادت پڑتی ہے۔ پیسے لے کر واپس نہ کرنے کی بدی پیدا ہوتی ہے اور پھر نفس کے بہانے بنا کر قرضے کے نام پر پیسے لینے کی عادت پڑتی ہے۔ رہا بدیاں چھپانے کا رجحان۔ انسان کو صاف نظر آنا چاہیئے کہ جس چیز کو میں واپس نہیں کر سکتا، اس کا نام قرضہ کیوں رکھوں لیکن وہ سمجھتا ہے کہ اگر میں نے مانگا تو یہ میری غیرت کے خلاف ہے۔ اس لئے وہ کہتا ہے کہ میں قرض آپ سے لے رہا ہوں، انشاء اللہ واپس کر دوں گا۔ حالانکہ

انشاء اللہ کہنے کا اُس کو حق ہی کوئی نہیں

کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس میں قرض کی واپسی کی کوئی توفیق نہیں ہے۔ اور پھر جب قرض میں مبتلا ہوتا ہے تو پھر جھوٹ کی عادت پڑتی ہے۔ پھر ایک بُرائی دوسری بُرائی کی طرف لیجاتی ہے۔ تو ان سب باتوں سے روکنے کے لئے صبور خدا کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت صبور ہے۔ وہ جو چاہتا ہے کر سکتا ہے۔ لیکن بہت سی باتیں نہیں کرتا۔ وہ بہت سی تکلیف دہ باتیں دیکھتا ہے، جن کو روک سکتا ہے، ہٹا سکتا ہے لیکن ان کو نہیں ہٹاتا۔ ان معنوں میں وہ صبور نہیں ہے کہ بے بس اور بے اختیار ہے۔ ان معنوں میں صبور ہے کہ اس کو اختیار ہے اور پھر نہیں کرتا اور حقیقت میں انسان بھی صبور اُسی وقت کہلا سکتا ہے، جب اُسے اختیار ہو اور وہ نہ کرے ورنہ کہا جاتا ہے -

عصمت بی بی بیچارگی

بڑی پاک باز عورت ہے۔ اس لئے کہ بیچاری ہے اور اس کے پاس کوئی اختیار ہی نہیں۔ تو ایسا شخص جو گناہ کر نہیں سکتا، اس کو آپ صبور نہیں کہیں گے۔ صبور وہی ہے جو کر سکتا ہے۔ چاہے قانون توڑ کر کرے لیکن کر سکتا ہے اور پھر وہ رُک جاتا ہے۔ اس کے عقل کے تقاضے، اس کا خدا سے تعلق، یہ سارے اُمور اس کو مجبور کرتے ہیں کہ تو نے یہ کام نہیں کرنا۔ تو خدائے صبور کی طرف اُس کا دوڑنا ان ساری برائیوں سے اس کو بچا سکتا ہے لیکن اس کے ساتھ آپ کو یہ یاد رکھنا ہوگا کہ صبر ہمیشہ کے لئے ایک اندرونی جد و جہد کو پیدا کر دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ میں وہ جد و جہد نہیں ہوتی کیونکہ وہ قادر مطلق ہے۔ انسان کے لئے صبر ہمیشہ مشکل ہوتا ہے۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے صبر کے مضمون کے ساتھ صاحب عزم ہونے کا مضمون بھی باندھا ہے۔ یعنی آپ خدا کی خاطر یا کسی اور وجہ سے کسی بُرائی سے رُکتے ہیں، کسی خواہش کو پورا ہونے سے روک دیتے ہیں لیکن دل ضرور بے قرار رہے گا۔ ایک جد و جہد ضرور ہے جو سینے میں جاری رہے گی۔ ایک ہلچل مچی رہے گی۔ ہر دفعہ دل چاہتا ہے لیکن آپ مجبور ہیں یعنی آپ کا صبر مجبور کر دیتا ہے اور روک دیتا ہے۔ تو ایک صابر کی زندگی ایک مجاہد کی زندگی ہے۔ جس طرح نفس سے باہر ایک مجاہدہ ہوا کرتا ہے، اسی طرح نفس کے اندر بھی ایک مجاہدہ ہوتا ہے جو صبر کے نتیجہ میں بڑی شدت کے ساتھ انسان کے اندر جاری رہتا ہے اور انسان کی دو قوتیں آپس میں ایک دوسرے سے لڑتی رہتی ہیں، لیکن قناعت کا مضمون اس سے مختلف ہے۔

قناعت صبر کے سوا ایک اور طاقت ہے جو آپ کو گناہوں سے روکتی ہے اور گناہوں سے باز رکھتی ہے اور اس کے ساتھ مجاہدہ نہیں ہے بلکہ ایک امن کی حالت ہے اور سکون کی حالت ہے۔ اس لئے اگر صبر ٹوٹے اور قناعت بھی نہ ہو تو پھر انسان کا کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ قناعت کہتے ہیں اپنی خواہشات کو اس طرح لگام دینا کہ ان کو چھوٹا کرتے چلے جانا، ان کو کم کرتے چلے جانا یہاں تک کہ آپ کی خواہشات میں کوئی شدت نہ رہے، کوئی جان اور کوئی قوت نہ رہے اور اگر آپ اپنی خواہشات کو اپنی حیثیت کے مطابق کر لیں۔ جتنا قد آپ کی استطاعت کا ہے اتنا ہی قد آپ کی خواہشات کا بھی ہو جائے تو وہ مقام آپ کے لئے سکون کا مقام ہوگا اور طمانیت کا مقام ہوگا۔ ایسے بہت سے لوگ میں نے دیکھے ہیں، جن کو خدا تعالیٰ نے یہ صفت عطا فرمائی ہے۔ ان کی آمدنیں تھوڑی ہیں لیکن وہ خوش ہیں۔

ان کے گھروں میں سکون ہے۔

وہ خود بھی قانع ہیں۔ ان کی بیویاں بھی قانع ہیں۔ ان کے بچے بھی قانع ہیں کیونکہ وہ گرد و پیش میں اچھی چیزوں کو دیکھتے تو ہیں لیکن اپنے دل کو یہ سلیقہ سکھا دیا ہے کہ جو اچھی چیز نہیں ہے

وہ نہیں ہے۔ اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ جتنا ہے، جو کچھ ہے، اُس کو مزے مزے لے کر استعمال کرنا چاہیئے۔ چنانچہ ایسے لوگ جب بغیر سالن کے، سوکھی روٹی پر مرچیں اور نمک لگا کر مل کر کھاتے ہیں تو ہو سکتا ہے کہ ان کو اس میں اتنا زیادہ مزا آرہا ہو کہ ایک بے صبرے اور غیر قانع شخص کو اچھے سے اچھے کھانوں میں بھی وہ مزا نہ آرہا ہو۔ بلکہ ہو سکتا نہیں، یقیناً ایسا ہی ہے کیونکہ اچھی سے اچھی چیز مہیا ہونے والے کو بھی اُس سے اچھے کا تصور مزید کے لئے بے چین رکھتا ہے۔ جو شخص قانع نہ رہے، اگر وہ صابر بھی ہو، تب بھی اس کی جو حیثیت اور توفیق ہے، اس کی حدوں سے باہر اس کی اُمنگیں چھلانگ لگا رہی ہوتی ہیں۔ اور اس کی آرزوئیں اتنا اونچا اُڑ رہی ہوتی ہیں کہ وہ اس کی توفیق کی حد سے باہر ہوتی ہیں۔ اس لئے اُس کے دل کی بے چینی ایک لازمہ ہے۔ ایسی چیز ہے جسے وہ دور نہیں کر سکتا۔ چنانچہ

قناعت ایک عجیب صفت ہے

اور یہ صفت خدا تعالیٰ کی صفت غنیٰ سے تعلق رکھتی ہے۔ خدا تعالیٰ قانع نہیں ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کو تو ہر چیز میسر ہے مگر وہ غنی ہے اور غنی اِن معنوں میں ہے کہ جو چیز اس کی ہے وہ اُس کو نہیں دی جا رہی لیکن وہ اس کی تکلیف محسوس نہیں کرتا۔ اُس سے مستغنی ہو جاتا ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے :-

وَمَنْ جَاهَدَ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ
إِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ؁

(سورۃ العنکبوت : ۷)

پھر فرمایا :- وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنْ تَكْفُرُوْٓا اَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ حَمِيْدٌ ؁

کہ جو شخص بھی ایک مجاہدہ کرتا ہے، وہ اپنے نفس ہی کے لئے مجاہدہ کرتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۔

خدا تعالیٰ تمام جہانوں سے مستغنی ہے

یہاں غنی بمعنی مستغنی ہے کہ تم اگر کوئی کوشش کرتے ہو، کوئی نیکی کرتے ہو تو اس کا خدا تعالیٰ کو کوئی فائدہ نہیں ہے، لازماً اس کا فائدہ تمہیں پہنچ رہا ہے۔ اِس لئے کبھی بھی اپنی نیکی کے نتیجے میں، خدا کے مقابل پر اپنا مقام اور مرتبہ نہ سمجھنے لگ جانا۔ یہ نہ سمجھ بیٹھنا کہ ہم نے یہ نیکی کر دی گویا اللہ کی خاطر یہ کیا، خدا کی خاطر یہ کیا۔ کرتے تو خدا کی خاطر ہو لیکن ہوتا تمہاری اپنی خاطر ہے۔ یعنی جو کچھ خالصۃً اللہ کے لئے کرتے ہو وہ بھی تمہارے اپنے لئے ہوتا ہے۔ تو غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ تمام جہانوں سے مستغنی ہو جاتا ہے کچھ کرے یا نہ کرے۔ خدا تعالیٰ کی ذات کو، اس کی صفت کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ پھر اس مضمون کا دوسرا پہلو بیان کرتے ہوئے موسیٰ کی زبان میں خدا فرماتا ہے۔

انہوں نے اپنی قوم سے کہا۔ اِنْ تَكْفُرُوْٓا اَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۔ اگر تم سارے کے سارے اور وہ تمام لوگ یا جاندار جو روئے زمین پر بستے ہیں۔ یہ کلیتہً خدا کے ناشکرے ہو جائیں تب بھی اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۔ خدا تعالیٰ غنی ہے۔ تمہارے حمد نہ کرنے سے اُس کی ذاتی صفت حمید کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ وہ جو حمید ہے وہ حمید ہی رہتا ہے۔ خواہ اُس کا کوئی اقرار کرے یا نہ کرے۔ اور بعض دفعہ انسان کو بھی ایسا تجربہ ہوتا ہے۔ یعنی غنیٰ اور حمد جب دونوں اکٹھے ہو جاتے ہیں تو ایک عجیب نیا مضمون اس سے پیدا ہو جاتا ہے۔ بعض لوگ چھوٹی سی نیکی کرتے ہیں اور جب تک ان کی وہ نیکی حمد کی شکل میں تبدیل نہ ہو، اُن کو چین نہیں آتا۔ نہ وہ قانع ہیں، نہ وہ غنی ہیں اس لئے وہ دکھاوے کر کر کے اپنی نیکیوں کو ضائع کر دیتے ہیں۔ اس کے برعکس بعض ایسے لوگ ہیں جو نیکی کرتے ہیں اور ان کو اس بات کی پرواہ نہیں ہوتی کہ اس نیکی کا اعتراف کیا جاتا ہے یا نہیں۔ بلکہ بعض دفعہ جب اس نیکی کے اعتراف کی بجائے، اُن کی حمد کی بجائے اُن کی بُرائی کی جاتی ہے تو اپنے دل میں ایک خاص لذت محسوس کرتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ انہوں نے نیکی کی ہے اور ان کو بدگمانی دینے والے بیوقوف ہیں، نادان ہیں، ان کو کچھ پتہ نہیں کہ کیا کر رہے ہیں۔

یہ صفت خصوصیت کے ساتھ انبیاء کو عطا ہوتی ہے اور جس رنگ میں خدا غنیٰ کے ذریعے قانع بنتا ہے، اس رنگ میں انبیاء خدا کے بندے ہونے کے باوجود اس خدائی صفت سے خوب اچھی طرح اپنے دل کو منوّر کر لیتے ہیں اور

غنیٰ کی صورت میں قانع بنتے ہیں

دُنیا جو چاہے اُن کو کہتی پھرے، اس سوانح کے انسانوں سے بڑھ کر ساری خوبیاں ان کے دل میں موجود ہوتی ہیں۔ اور ان کے اعمال میں موجود ہوتی ہیں۔ اُن کی سیرت، اُن کی صورت خوبیوں کا مجسمہ ہوئی ہوتی ہے۔ لیکن دنیا ساری خوبیوں کا ان سے انکار کر رہی ہوتی ہے۔ اور وہ خوش رہتے ہیں۔ وہ غنی ہوتے ہیں وہ مستغنی ہوتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہم جانتے ہیں کہ ہم ٹھیک ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ ہم اچھا کام کر رہے ہیں۔ بندہ تو پھر بھی کمزور ہے اور اس کا جاننا بھی محدود ہے لیکن خدا جو لامحدود ہے اور ساری کائنات میں ہے۔ کوئی جگہ اس سے خالی نہیں۔ اس کا اپنا ذاتی احساس حمد ایک اتنی عظیم چیز ہے کہ اس کے مقابل پر ساری کائنات بھی اگر اس حمد کا انکار کر دے اور ناشکری شروع کر دے تو خدا کو واقعۃً ضرورت نہیں ہے۔

خدا اور اس کے عظیم بندوں یعنی انبیاء کے بعد درجہ بدرجہ غنیٰ کا اور قناعت کا تعلق مختلف ہوتا چلا جاتا ہے۔ یعنی غنیٰ کی پوری شان انسانی قناعت میں نہیں رہتی لیکن پھر بھی، جتنی بھی ہو قناعت حسین دکھائی دیتی ہے۔ چنانچہ جیسا کہ میں نے ذکر کیا ہے بعض لوگوں کو میں نے بڑے غور سے، قریب سے دیکھا ہے۔ اُن کی زندگیاں اُن لوگوں کی نسبت بہت زیادہ مطمئن ہیں، جن کو اُن سے سینکڑوں گنا، بعض دفعہ ہزاروں گنا زیادہ ملا ہوا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ وہ قانع ہیں اور دوسرے وہ زیادہ پانے والے، بدنصیبی کے ساتھ قانع نہیں ہیں۔ اور ان کی حرص ہمیشہ ان کے ماحصل کی حدود سے آگے آگے بھاگ رہی ہوتی ہے۔ اس لئے قناعت بڑی ضروری ہے۔ اگر خاوند قانع ہو، بیوی قانع نہ ہو تو ان بُرائیوں کے علاوہ گھروں میں ایک اور بھی جہنم پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر بیوی قانع ہو اور خاوند قانع نہ ہو، تب بھی یہی مصیبت ہے۔ اگر ماں باپ قانع ہیں اور بچے قانع نہیں تو وہ اپنے ماں باپ کو ایک عذاب میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ آپ نے دیکھا ہوگا۔ بعض ماں باپ اللہ کی رضا پر راضی، جو کچھ اُن کو ملا ہے، اس کے اندر رہنے والے۔ لیکن اُن کے بچے پھر اُن کی ساری عزتیں خاک میں مِلا دیتے ہیں۔ آگے آگے بھاگ کر اپنی حرصوں کو پوری کرنے کے لئے ایسے بوجھ اُٹھا لیتے ہیں کہ ان کے ماں باپ پھر اُن کو اُتار بھی نہیں سکتے۔ اگر صبر بھی نہ ہو تو قناعت کا نہ ہونا ایک بہت ہی خطرناک چیز ہے۔ تو صبر اور قناعت دونوں کو اپنی حفاظت کے لئے استعمال کرنا چاہیئے۔ اور آج کل کے زمانے میں لائی لین دین کی خرابیوں میں

یہ دونوں صفات

انسانوں سے بہت زیادہ کام آسکتی ہیں۔ اس لئے جب میں کہتا ہوں کہ گناہوں کو ٹٹولیں تو جیسا کہ میں نے پہلے بھی ایک دفعہ کہا تھا، میری مراد یہ نہیں ہے کہ گناہ بننے کے بعد اُن کو ٹٹولیں۔ میں آپ سے یہ کہتا ہوں کہ گناہوں کی پیدائش سے پہلے ان کونوں کھدروں میں، جہاں چھپ کر جراثیم پرورش پا رہے ہوتے ہیں، جہاں گناہوں کی پیدائش ہو رہی ہوتی ہے، ان جگہوں سے پردے اُٹھائیں اور ان پر نظر ڈالیں اور دیکھیں کہ آپ کے اندر کیا ہو رہا ہے۔ کس طرح بالآخر آپ کو گناہوں کی طرف دھکیلا جائے گا اور وہ قوتیں جو ہانک کر آپ کو گناہوں کی طرف لے جائیں گی۔ پھر ان کے خلاف آپ کے پاس کوئی طاقت نہیں ہوگی۔ اس خطرے کے عظیم ہونے سے پہلے پہلے اور آپ پر غالب آجانے سے پہلے پہلے وہ مقامات جہاں خطرے پیدا ہو رہے ہیں، اُن کو جستجو کی نظر سے دیکھیں اور ان کا تجزیہ کریں۔

پھر آپ کے اُوپر کوئی شیطان کبھی غالب نہیں آسکتا۔

اور پھر آپ خُدا کی پناہ میں آنے کے لئے خدا کی اس صفت کو اپنانے کی کوشش کریں جس کے بغیر آپ اس قسم کے گناہوں سے کبھی بچ نہیں سکتے، جو آپ کی نظر میں ہیں۔

تو ایک پہلو فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰہِ کا یہ ہوا کہ ہم اپنے خطروں کی نشاندہی کریں۔ اس کے مد مقابل خدا تعالیٰ کی جو صفت امن کی خاطر بانہیں کھولے ہوئے ہماری منتظر ہے، اس صفت کو پہچانیں اور اس کی طرف دوڑیں۔

دُعا کرتے وقت ایک انسان کے دل میں جب ہیجان پیدا ہو یا خوف اور خطر کا احساس ہو تو ایک غیر معمولی قوت پیدا ہو جاتی ہے جو دُعا کو رفعت عطا کرتی ہے۔ اس لئے وہاں بھی جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے، خطرے کی پہچان اور اس کی ہلاکت خیزی کا عرفان ضروری ہے۔ جتنی زیادہ آپ کو خطرے کی پہچان ہوگی اور اس کی ہلاکت خیزی سے آپ واقف ہوں گے کہ یہ چیز اس اس طرح نقصان پہنچا سکتی ہے۔ اتنا ہی زیادہ آپ کے اندر دُعا کا میلان پیدا ہوگا اور آپ کی دُعائیں اُٹھنے کی طاقت آئے گی۔ ورنہ ہر انسان عمومی طور پر اپنے ہوتے ہوئے گناہوں سے تو واقف ہی ہوا کرتا ہے۔ اپنی برائیوں سے تو بالعموم، ظاہری شکل میں انسان واقف ہوا کرتا ہے۔ لیکن واقف ہونے کے باوجود ہیجان پیدا نہیں ہوتا اور دُعا کے ساتھ مضطر ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ مضطر کے متعلق خدا نے وعدہ کیا ہے کہ

میں مضطر کی دُعا ضرور قبول کرتا ہوں

تو اس کا بھی گناہ کے عرفان سے تعلق ہوا۔ جتنا زیادہ آپ

(آگے سلسلہ صفحہ ۹ پر ملاحظہ فرمائیں)

درخواست ہائے دُعا

○ — خاکسار کی پھوپھی جان ربوہ سے اطلاع دیتی ہیں کہ ان کی بیٹی مکرمہ امۃ النصیر مدیحہ صاحبہ ہفتہ عشرہ سے بیمار ہیں اور کچھ دماغی عارضہ لاحق ہے۔ تمام احباب جماعت کی خدمت میں دُعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

طالب دُعا: مرزا مظفر احمد قادیانی

○ — مکرم محمود احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ مانلو (کشمیر) سے تحریر فرماتے ہیں کہ ان کی والدہ محترمہ عمر رسیدہ اور بیمار ہیں۔ ڈاکٹری مشورہ اپریشن کرانے کا ہے۔ صحت کاملہ کے لئے درخواست دُعا ہے۔

○ — مکرم شکیل احمد صاحب سکندر آباد سے تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں دو لڑکیاں تو ام عطا فرمائی ہیں۔ ایک کی صحت کمزور ہے۔ ہر دو کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے درخواست دُعا ہے۔

مونوگرام برائے صد سالہ احمدیہ جشن تشکر کو استعمال کرنے کے بارہ میں ہدایات

آپ کو یہ معلوم کر کے خوشی ہوگی کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صد سالہ احمدیہ جشن تشکر کے لئے مونوگرام (امتیازی نشان) کی منظوری عنایت فرمادی ہے۔ اور اس کو استعمال کرنے کے بارہ میں ہدایات جاری فرمائی ہیں کہ اس کو صد سالہ تقریبات کے مقاصد کے لئے ہی نشان کے طور پر استعمال کیا جائے۔

(۲) یہ امتیازی نشان دفتری اصطلاح میں 'AMCJ LOGO' "احمدیہ مسلم صد سالہ جشن تشکر لوگو" کہلائے گا۔

یہ درج ذیل رنگوں میں استعمال کیا جائے:۔

(الف) سیاہ سفید رنگ میں (Black and White)

(ب) یا پھر سیاہ۔ نیلے۔ سبز اور سنہرے رنگ میں۔ جس کی تفصیل یوں ہے:۔

(i) Pentone blue - 291 (ii) BLACK PLUS

(iii) Pentone green 364 (iv) Pentone gold 871

(۳) — صد سالہ جشن تشکر کے اس مونوگرام کو صرف درج ذیل صد سالہ تقریبات کے اغراض و مقاصد کے لئے ہی استعمال کیا جاسکے گا:۔

(الف) دفتری لیٹر پیڈ کی پیشانی پر

(ب) دعوتی کارڈ پر

(ج) کتب۔ اخبارات۔ رسائل۔ پمفلٹ۔ اشتہارات۔ کیلنڈر و ڈائری جو کہ دفتری طور پر صد سالہ احمدیہ جشن تشکر کے موقعہ پر شائع کی گئیں ہوں۔

(د) یادگاری اشیاء (Momentoes) سووینیر۔ شیلڈ۔ دیواری گھڑیاں۔ کتب دکاپیوں کے ٹائیٹل۔ غبارے۔ ٹی شرٹ وغیرہ

(ر) Neon Lights میں بھی یہ مونوگرام استعمال ہو سکے گا۔

(ز) دفتری طور پر مرکزی دفاتر اور بیرونی ممالک کے مشن اور مراکز میں استعمال ہو سکے گا۔

(س) ڈوکومنٹری فلم اور ویڈیو پروڈکشن کا تعلق صد سالہ جشن تشکر سے ہو۔

(۴) تمام احمدیہ مراکز و مشنز کو پابند کیا جاتا ہے کہ مندرجہ بالا مقاصد کے لئے صد سالہ احمدیہ مونوگرام کے استعمال سے قبل محترم امیر صاحب یا مشنری انچارج کی ہدایت اور منظوری حاصل کر لیں۔

(۵) — دوسرا کوئی بھی فرد اپنے کسی مقاصد کے لئے "صد سالہ احمدیہ جوبلی لوگو" کا استعمال حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اجازت اور قبل از وقت منظوری کے بغیر نہیں کر سکے گا۔

(۶) — کسی کو بھی "صد سالہ احمدیہ جوبلی لوگو" کے بنیادی ڈیزائن۔ مندرجات۔ رنگوں کی سکیم کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری کے بغیر تبدیل کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔

مشتاق احمد شائق
(سیکرٹری صد سالہ احمدیہ مسلم جشن تشکر)

نوٹ:۔ مذکورہ بالا ہدایات کا انگریزی سے اردو ترجمہ احباب و عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی اطلاع کے لئے شائع کیا جارہا ہے۔ اس مونوگرام کا نمونہ مختلف جماعتوں میں بھجوا دیا گیا ہے۔ ہدایات کے مطابق استعمال کرنے کی درخواست ہے۔ جو امر قابل وضاحت ہو جوبلی دفتر قادیان سے معلوم کر لیا جائے۔ (سیکرٹری جوبلی کمیٹی قادیان)

جلسہ یوم مصلح موعودؓ

جملہ صدر صاحبان۔ امرائے جماعت اور مبلغین و معلمین کرام سے درخواست ہے کہ اپنی اپنی جماعتوں میں ۲۰ فروری ۱۹۸۹ء کو جلسہ یوم مصلح موعودؓ منعقد کر کے پیشگوئی مصلح موعودؓ کا پس منظر اور علاوہ غرض و غایت اور پیشگوئی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالیں اور جلسوں کی مختصر روئداد نظارت تبلیغ میں بھجوائیں۔ جماعتیں اپنی سہولت کے مطابق تاریخ انعقاد میں ردو بدل کر سکتی ہیں۔

(ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

اپنے گناہ کو ہلاک کرنے کی طاقتوں سے واقف ہو جائیں گے، اتنا زیادہ آپ کے اندر بے چینی پیدا ہو گی۔ ایک انسان کو نزلہ بھی ہوتا ہے مگر اس سے اتنا بے چین نہیں ہوا کرتا۔ لیکن کینسر بھی ہو تو اس سے کتنا بے چین ہو جاتا ہے۔ خواہ نزلہ زیادہ تکلیف دہ ہو اور کینسر سے بظاہر کوئی تکلیف نہ ہو رہی ہو لیکن چونکہ علم ہے کہ کینسر کس طرح ہلاک کیا کرتا ہے اور چونکہ علم ہے کہ نزلہ تکلیف دینے کے بعد آپ ہی آپ رخصت ہو جائے گا اور ہمیں چھوڑ جائے گا۔ اس لئے ایک نے ہیجان پیدا کر دیا اور ایک نے ہیجان پیدا نہیں کیا تو بہت سے گناہ ایسے ہیں جن کے متعلق انسان کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ کتنا مہلک گناہ ہے۔ جھوٹ ان میں سے ایک ہے۔

تمام گناہوں سے بڑھ کر مہلک ہے۔

اس سے زیادہ خوفناک اور ذلیل اور رسوا کرنے والا کوئی گناہ نہیں ہے۔ شرک کا دوسرا نام جھوٹ ہے۔ تمام بدیوں تمام گناہوں کی ماں ہے اور انسان کو سب سے کم اس کی ہلاکت خیزی کا احساس ہے تو حق کی پناہ میں کیسے آئیں گے۔ اگر جھوٹ کا خوف دل میں پیدا نہیں ہوا تو سچائی کے لئے دعا مانگتے ہوئے آپ کے دل میں کیسے ہیجان پیدا ہو گا، کیسے آہ و بکا کی طرف طبیعت مائل ہو گی، کیسے دل مضطرب بنے گا۔ اگر آپ کو پتہ ہی نہیں کہ جھوٹ کیا کیا کچھ کر سکتا ہے اور انسانوں کے ساتھ کیا کچھ کرتا ہے تو پھر دوسرا پہلو دعا کا ہے۔ اس کے لئے بھی گناہوں کی ہلاکت کی پہچان اور اس پر غور کرنا ضروری ہے۔ گردوپیش پر نگاہ کریں قوموں کی تاریخ پر نظر ڈالیں۔ نیکی اور بدی کی جو جنگ ہمیشہ سے ہوتی چلی جا رہی ہے اس کا تجزیہ کریں اور جھوٹ بولتے وقت دل سے جو آواز اٹھتی ہے اس کو غور سے دیکھیں۔ آپ کو ہمیشہ معلوم ہوگا کہ جھوٹ بولتے وقت دو آوازیں تھیں۔ بعض دفعہ انسان آہستہ آہستہ دوسری آواز سننے سے محروم ہو جایا کرتا ہے لیکن میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ احمدیوں میں سے بھاری اکثریت اس مقام تک نہیں پہنچی ہو گی۔ لیکن جھوٹ بولنے کے وقت ہمیشہ دو آوازیں اٹھتی ہیں۔ ایک آواز توحید کی ہوتی ہے اور ایک شرک کی ہوتی ہے۔ توحید کی آواز یہ بتاتی ہے کہ اگر تم نے جھوٹ نہ بولا تو یہ خطرہ موجود ہے۔ ہم تمہیں متنبہ کرتے ہیں لیکن یہ خطرہ تم نے کمایا ہے۔ تمہاری کسی برائی کی وجہ سے کسی کمزوری کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ اس لئے اگر تم اس خطرے سے بچنا چاہتے ہو تو اب ایک ہی رستہ ہے۔ خدا کی خاطر سچ بولو اور حق کی پناہ میں آ جاؤ۔ اور آئندہ پھر اس خطرے سے احتیاط کرو۔ ایک یہ آواز ہے جو اس تفصیل سے بہت سے دلوں میں نہیں اٹھتی ہو گی لیکن ہر دل میں، اس رنگ میں، اس کا ایک نقش ضرور جمتا ہے اور اگر انسان غور کرے اور اپنے دل کا تجزیہ کرے تو اس آواز کے اندر یہ جو باتیں میں نے بیان کی ہیں، ان سب باتوں کو سمجھ سکتا ہے۔

دوسری آواز یہ اٹھتی ہے کہ جو کچھ ہوتا ہے ہو چکا ہے۔ اب تم نہیں بچ سکو گے جب تک جھوٹ نہیں بولو گے۔ حق تمہیں نہیں بچا سکتا۔ توحید تمہیں نہیں بچا سکتی۔ خدا کی باتیں پڑھنے کے لئے، سننے کے لئے ٹھیک ہیں لیکن آج واقعۃً اگر تم خدا کی آواز پر لبیک کہو گے اور خدا کی خاطر سچائی کا اقرار کر لو گے تو تم مارے گئے اور تم ہلاک ہو گئے۔

تو سچ کے مقابل پر جھوٹ بالکل اسی طرح ہے جس طرح توحید کے مقابل پر شرک ہے

اور اس کے سوا درمیانی کوئی رستہ نہیں ہے۔ اس تفصیل سے جب آپ اپنے جھوٹ بولنے کے پس منظر پر غور کریں تو آپ کا دل کانپ اٹھے گا کہ ہر جھوٹ پر آپ خدا کے مقابل پر ایک فرضی بت کی پناہ میں جاتے ہیں، ہر جھوٹ کے وقت آپ خدائے واحد کے مقابل پر شیطان کی پناہ میں آتے ہیں اور کوئی خوف نہیں کرتے اور اپنے خدا سے کوئی شرم نہیں کرتے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ کی تلاوت ہمیشہ کرتے ہیں کہ میں شیطان رجیم سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ اور دن میں سو سو بار خدا تعالیٰ سے شیطان کی پناہ مانگتے ہیں کہ اے شیطان! ہمیں بچا کیونکہ خدا ہمیں بچانے سے ناکام ہو چکا ہے ہم خدا تعالیٰ کی پناہ میں اپنے آپ کو محفوظ محسوس نہیں کرتے۔ یہ ہے سچ اور یہ ہے جھوٹ۔ ان دونوں کے درمیان آپ فرق نہیں کر سکتے تو جب تک آپ بیماریوں کو پہچانیں گے نہیں، آپ کو یہ معلوم نہیں ہو گا کہ یہ کتنا گہرا کینسر ہے۔ کیسا ناسور ہے جو آپ کے سینے کے اندر اور زیادہ گہرا اور زیادہ گہرا ہوتا چلا جا رہا ہے یہانتک کہ آپ کے سارے وجود کے آر پار ہو جائے گا۔ اس وقت تک نہ آپ کو حق کی طرف بھاگنے کی طرف توجہ پیدا ہو گی نہ حق خدا سے دعا کرنے کے لئے دل میں بے قراری محسوس کریں گے تو دعا کا دوسرا مضمون۔ فِرُّوْا اِلَی اللّٰہِ ــــ کا ہے۔ خدا تعالیٰ کی طرف بھاگو، اس سے دعا مانگو اور اس کو پکارو بھی۔ چنانچہ خطرہ کسی قسم کا بھی ہو اگر وہاں کوئی بچانے والا موجود ہو تو انسان پھر خاموش حرکت نہیں کیا کرتا۔ اس کی حرکت میں واویلا پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر اس کے پاس اس کے ساتھی کھڑے ہیں۔ قریب ہی کہیں موجود ہیں، جن کے پاس بندوقیں بھی ہیں۔ جن کے پاس اور ہتھیار موجود ہیں تو جانور خواہ آسمان سے حملہ کر رہا ہو، خواہ زمین سے، خواہ پانی سے نکل کر اس پر حملہ آور ہو۔ وہ اس سے اس جگہ کی طرف جس کو وہ امن کے مقام سمجھتا ہے، ضرور دوڑے گا لیکن ساتھ آوازیں بھی دے گا اور پکارے گا بھی کہ اے میرے ساتھیو! اے میرے دوستو! مجھے بچاؤ۔ لیکن بعض دفعہ تو بچہ چونکہ فطرت کے قریب ہے اور سچائی کے قریب تر ہے، اس کے اندر سے بے ساختہ یہ دونوں باتیں پیدا ہوتی ہیں یہانتک کہ اس کی ماں اس آواز کو نہ بھی سن رہی ہو تو وہ کو سوں دور بھی ہو تو اس کے ذہن میں سب سے زیادہ خیال اس وجود کا آتا ہے جو ہر قیمت پر اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر بھی اس کو بچا سکے گی۔ تو اس کے دل سے ماں ماں کی آوازیں بلند ہوتی ہیں اور وہ چیخیں مارتا ہے کہ اے میری ماں۔ دشمنوں نے اس کو اغوا کیا ہوا ہے، اس کو اٹھا کے ایسی جگہ لے گئے ہیں جہاں سے وہ ہزار چیخے، تب بھی کوئی اس کی آواز نہیں سن سکتا لیکن وہ ہاتھ پاؤں بھی مارے گا اور ماں ماں کہہ کر پکارے گا۔ یہ ہے مضطر کی دعا، جو انسان کو گناہوں سے بچا سکتی ہے اور گناہوں سے انسان خدا کی پناہ میں آ سکتا ہے لیکن اگر خطرے کا احساس ہو۔ ایک سوئے ہوئے بچے کے ساتھ آپ جو چاہیں کر دیں۔ وہ تو نہ ہاتھ پاؤں مارے گا، نہ کسی کو پکارے گا۔ تو بعض ایسے نفس ایسے ہیں جو سوتی ہوئی حالتوں میں ہلاک کر دیئے جاتے ہیں اور ان کو کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ اس لئے

غفلت سے شعور کی حالت میں داخل ہونا سب سے زیادہ اہم اور ضروری کام ہے

اس لئے میں ہر احمدی بڑے اور چھوٹے کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ فی الحال دوسروں پر تنقید کو چھوڑ کر اپنے نفس پر تنقید شروع کریں۔ مجھے تنقید سے تعلق رکھنے والے جو اکثر خط آتے ہیں، وہ

دوسروں پر تنقید ہوتی ہے کہ یہ دیکھو یہ ہو گیا، وہ ہو گیا، وہ ہو گیا۔ پتہ ہی کوئی نہیں کہ اپنے اندر کیا کھلبلی مچی ہوئی ہے۔ کیا قیامت ٹوٹی پڑی ہے اور جو سوسائٹی ایسے افراد پر مشتمل ہو کہ ہر ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہا ہے، ان میں سے ہر ایک اپنے نفس سے غافل ہو چکا ہوتا ہے۔ ایک دیکھنا اور ہے۔ وہ دیکھنا ہے اپنے نفس کو دیکھ کر اس کے آئینے سے سوسائٹی کا مطالعہ کرنا اور اس کو متنبہ کرنا اور اس کے لئے فکرمند ہونا۔ اس میں کوئی خطرہ نہیں ہے کیونکہ جو اپنے نفس کے آئینے سے دوسرے کو دیکھتا ہے، وہ چونکہ اپنے نفس کی حالتِ زار کے نتیجے میں دُعا کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور محض تنقید کی حد تک قائم ہے۔ واقعتہً ظالم نہیں ہوا کرتا۔ بالکل اسی طرح یہ آئینہ ہے سوسائٹی دکھاتا ہے۔ وہ سوسائٹی کو سچائی کی آنکھ سے ضرور دیکھتا ہے، اس کی کمزوریوں سے واقف ہوتا ہے، ان کو دور کرنے کی کوشش کرتا ہے لیکن اسی طرح جس طرح اپنے نفس کی برائیوں کو دور کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ لوگوں کے سامنے اُچھال کر نہیں بلکہ گہرے درد کے ساتھ اپنے خدا کے حضور رکھ کر گریہ و زاری کے ذریعے، اپنے نفس کو ملامت کے ذریعے، اپنے نفس کو نصیحت کے ذریعے، نہ کہ اس لئے کہ وہ نفس دُنیا میں بدنام ہو۔ تبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے ہمیں یہ گُر بتایا کہ مؤمن دوسرے مومن کا آئینہ ہوتا ہے۔ یہاں وہ ناقد مراد ہے جو اپنے نفس کے آئینے میں اپنے کسی بھائی کی برائیاں اس طرح دیکھتا ہے کہ خود صاحبِ تجربہ ہو جاتا ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ کیا کیا میرے نفس پر گذرتی رہی۔ کیا گذر رہی ہے۔ اسی قسم کے حالات میرے بھائیوں پر بھی گذر رہے ہیں، میں ان کی مدد کروں۔ جس طرح میں نے اپنے نفس کے تجارب سے سیکھا ہے۔ یہ تنقید مہلک نہیں ہے بلکہ نہایت ہی ضروری ایک تعمیری تنقید ہے لیکن اس کے بعض قوانین ہیں، ان کے تابع چلنا ہوتا ہے۔ لیکن بالعموم سوسائٹی میں جو تنقید ہے، وہ میں نے جیسا کہ بیان کیا ہے، اپنے نفس سے انسان کو غافل کر دیتی ہے۔ پس وہ سوسائٹی جس کا ہر شخص، جس کا ہر فرد اپنے نفس سے غافل ہو چکا ہے، اس کا نگران، اس کا محافظ کوئی بھی نہیں رہا کرتا۔ پس اپنے نفسوں کی طرف توجہ کریں اور اپنے نفس میں ڈوب کر جو تربیت کے گُر سیکھیں، ان کو اپنے بھائیوں کے لئے استعمال کریں اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے رہیں اور شیطان رجیم سے دور بھاگنے کی عارفانہ کوشش کریں نہ کہ محض زبان سے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ کا ورد کریں اور اعمال کی رو سے خدا سے دور کر شیطان کی پناہیں ڈھونڈ رہے ہوں۔ اللہ ہمیں اس ہلاکت سے بچائے ؛

صداقتِ احمدیت کا روشن نشان بقیہ صفحہ اوّل

نبوت کا دعویٰ کیا تھا وہ اپنے اعلان یا دُعا کے انجام سے دوچار ہو چکا ہے۔" (صراط مستقیم جولائی ۱۹۸۸ء)

یہ تو اب مولوی میرپوری کا کوئی معتقد ہی بتا سکتا ہے کہ ۱۹۸۵ء میں جب انہوں نے امام جماعت احمدیہ کو مباہلہ کا چیلنج دیا تھا تو کیا نبوت کے مقام پر فائز تھے اور انہوں نے خدائی حکم سے ایسا کیا تھا یا جھوٹ بولا تھا۔

صرف اسی پر بس نہیں مولانا میرپوری نے مباہلہ ۱۰ر جون ۱۹۸۸ء کے جواب میں ایک مضمون بعنوان "قادیانیوں کی طرف سے مباہلے کا چیلنج" لکھا اور اس میں بعض ایسے الفاظ بھی تحریر کر ڈالے جو خدا تعالیٰ کے غیظ و غضب کو بھڑکانے والے اور مباہلہ جیسے قرآنی طریق فیصلہ کی کھلی بے ادبی کرنے والے الفاظ تھے۔ چنانچہ انہوں نے لکھا :-

"نئے چیلنج اور دعوے محض حکمت اور فراڈ ہیں۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ انہیں ذرہ برابر اہمیت نہ دیں۔"

(صراط مستقیم جولائی صہ ۹)

اسی اخبار کے ذریعہ انہوں نے

"(قادیانیوں کی موجودہ مہم کو شر انگیز قرار دیتے ہوئے مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ ان کے اس پراپیگنڈے سے متاثر نہ ہوں اور ان کا بائیکاٹ جاری رکھیں)۔

ابھی مولانا کے اس مضمون پر ایک ماہ بھی نہ گذرنے پایا تھا کہ خدا تعالیٰ نے صداقت احمدیت کے اظہار کے لئے ایک زوردار نشان دکھایا اور دشمن احمدیت جنرل ضیاء الحق ایک عبرتناک موت کا شکار ہو گئے۔ مگر افسوس کہ مولانا محمود میرپوری نے اس سے سبق نہ لیا بلکہ الٹی یہ بیان بازی شروع کر دی کہ :-

"قادیانیوں نے شاہ فیصل اور بھٹو کی موت کو بھی اپنی بد دُعاؤں کا نتیجہ قرار دیا تھا۔ جنرل ضیاء کی موت کو مباہلے کے چیلنج کا نتیجہ قرار دینا مضحکہ خیز ہے ...... حالانکہ فیصلے کا معیار یہ حادثاتی موتیں نہیں ہیں بلکہ اس مسئلہ کا فیصلہ تو ۱۹۰۸ء میں ہو چکا ہے ....."

(روزنامہ ملت لندن ۷.۹.۸۸)

ان تحریرات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مولانا شوخی، شرارت اور بے باکی میں شرافت کی تمام حدیں پھلانگ چکے تھے۔ لہٰذا آیت مباہلہ کی شرائط کے مطابق اللہ تعالیٰ کی لعنت نے ان کا پیچھا اسی طرح کیا جس طرح انہوں نے قرآنی آیت کے مقابلہ پر گستاخی دکھائی تھی اور وہ اللہ تعالیٰ کی قہری تجلی کا نشانہ بن گئے۔ ۱۰ر اکتوبر ۱۹۸۸ء کو جب مولانا میرپوری بمعہ افراد خاندان نیوکاسل سے واپس آ رہے تھے تو راستہ میں اچانک ان کی کار جام ہو گئی اور پیچھے سے آنیوالا تیز رفتار ٹرک ان کی کار کے اوپر چڑھ گیا اور آناً فاناً پانچ کاریں آپس میں متصادم ہو گئیں۔ جس کے نتیجہ میں مولوی محمود میرپوری، ان کا آٹھ سالہ بیٹا اور خوشدامن موقع پر ہی ہلاک ہو گئے اور ان کی اہلیہ اور ایک چھوٹے بچے کو زخمی حالت میں ہسپتال جانا پڑا۔

ممکن ہے مولوی میرپوری کے ہم خیال اس واقعہ کو بھی فقط "حادثاتی موت" قرار دیں۔ مگر خدا تعالیٰ کی قہری تجلی کی پہلی چمکار کے بعد ایک اور واضح نشان رونما ہوا کہ جب مولانا کی تعزیت پر ان کے ہمنوا اور اقارب اس مکان پر جمع ہوئے جہاں ان کی میت رکھی تھی تو یکایک کمرے کے فرش نے جواب دے دیا اور وہاں موجود مرد و زن اور بچے دھڑام سے نیچے تہ خانہ میں جا گرے۔ اس حادثہ میں مولانا کی بیوی دوبارہ زخمی ہو گئیں جو ہسپتال سے محض جنازے کی خاطر گھر آئی تھیں دوبارہ پھر ہسپتال میں جا پڑیں۔

برمنگھم کا انگریزی اخبار DAILY NEWS اپنی ۱۳ر اکتوبر کی اشاعت میں لکھتا ہے :-

"The grieving widow was caught in a second tragedy yesterday. Mrs Mahfooza Ahmad 30 was among 100 mourners packed into a room to pay their last respects to her husband when the floor crashed into the cellar."

موت و حیات تو اس دُنیا کا روز کا معمول ہے۔ جماعت احمدیہ کسی کی موت پر خوش نہیں نہ ہی الٰہی سلسلوں کا یہ مقصود ہوتا ہے اور نہ ہی ہم مولانا محمود میرپوری کی ہلاکت پر خوش ہیں بلکہ انسانی ہمدردی کے ناطے دکھ محسوس کرتے ہیں۔ ہمیں اگر خوشی ہے تو محض اتنی کہ خدا تعالیٰ سادہ لوح مسلمانوں سے رحم کا سلوک فرماتے ہوئے ان کیلئے صداقت احمدیت دن بدن روشن فرماتا جاتا ہے اور ہم پورے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ اب ایک متقی مسلمان کیلئے حق شناسی کا مرحلہ بہت ہی آسان ہو چکا ہے۔

ہماری استدعا ہے کہ ہمارے بھائی خوابِ غفلت سے بیدار ہوں، جماعت احمدیہ کی تائید و نصرت پر جاری ان فیصلہ کن نشانات کے سلسلہ پر غور کریں اور صداقت احمدیت پر مبنی اور آسمانی گواہیاں قبول کریں نیز جلد تر اس راہ کو اپنا لیں جو حق اور محض حق کی راہ ہے ایسی راہ کہ جس میں روک بننے والا ہر شخص خواہ بڑا ہو یا چھوٹا خدا تعالیٰ کی گرفت اور پکڑ سے نہیں بچ سکتا۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ ؛

خاکسار۔ رشید احمد چوہدری
پریس سیکرٹری جماعت احمدیہ عالمگیر

حافظ بشیر احمد مصری (انگلینڈ) کی طرف سے دعوت مباہلہ

اور اس کا جواب

حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع کی طرف سے جماعت احمدیہ کے اشد ترین مخالفین و مکذبین کو ۱۰؍ جون ۱۹۸۸ء کو مباہلہ کا کھلا چیلنج دیا گیا تھا۔ اور اس چیلنج مباہلہ میں حدیث نبوی کے مطابق ایک سال کی مدت بھی معین فرما دی تھی۔ (ملاحظہ ہو انگریزی ایڈیشن صفحہ ۱۵ و اردو ایڈیشن صفحہ ۲۲)

مباہلہ کے اس چیلنج کے بعد حافظ بشیر احمد مصری پسر شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری نے جن کا پتہ حسب ذیل ہے۔

7 HURST ROAD, EAST MOLESEY, SURREY K.T8 9AQ.

نے گزشتہ سال ۸۸ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں خط لکھا جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقدس جانشینوں پر جھوٹے الزامات و اتہامات عائد کر کے حضور انور کو مباہلہ کا چیلنج دیا۔ اور یہ خواہش بھی کی کہ اس کا جواب انگریزی زبان میں دیا جائے۔

چنانچہ جماعت احمدیہ کی طرف سے مکرم رشید احمد صاحب چوہدری پریس سیکرٹری لنڈن نے ان کو جو جواب بھجوایا ہے اس کا اردو ترجمہ از انگریزی احباب کرام کے علم و اطلاع کے لئے اخبار بدر میں شائع کیا جاتا ہے۔

(ایڈیٹر)

مسٹر مصری! آپ نے اپنا جو خط جس پر تاریخ درج نہیں عالمگیر جماعت احمدیہ کے امام حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کو تحریر کیا ہے اور جس کی یاد دہانی مورخہ ۱۵؍ اکتوبر ۱۹۸۸ء کو کروائی ہے کہ جواب میں تحریر ہے کہ آپ نے اپنے خط میں جو الزامات عائد کئے ہیں وہ بالکل بے بنیاد ہیں اور اس قابل نہیں کہ کوئی شخص ان سے فائدہ اٹھا سکے۔ چونکہ آپ کا اصرار ہے کہ آپ کو جواب دیا جائے اس لئے ہم آپ کے فائدہ کے لئے چند باتیں وضاحتاً تحریر کرتے ہیں۔

چونکہ آپ حافظ (قرآن) ہیں اس لئے آپ کو معلوم ہوگا کہ مباہلہ قرآن مجید کی ایک اصطلاح ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ جب کوئی شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہو اور کھلے طور پر اس کا انکار کیا جائے اور کسی بامعنی گفتگو اور دلائل کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے تب دونوں فریق یعنی ایک اس کے دعاوی پر ایمان رکھنے والے اور دوسرے اس کے منکرین و مکذبین خدا تعالیٰ سے دعا کریں کہ جو جھوٹا ہو اس پر خدا کی لعنت ہو۔

تاکہ ایسے لوگ جو عمداً جھوٹ بولتے ہیں ان کی حالت حق کے متلاشیوں پر ظاہر ہو جائے۔ چنانچہ قرآن مجید ایسے ہی منکرین کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے:-

فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔ (سورۃ الجمعہ)

چونکہ آپ نے یہ خواہش کی ہے کہ خط و کتابت انگریزی زبان میں ہو ان الفاظ کا انگریزی ترجمہ یہ ہے۔

"Desire death if you are True."

یعنی اگر تم سچے ہو تو موت کی تمنا کرو۔ آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ جو لوگ عمداً جھوٹ بولتے ہیں وہ کبھی بھی خواہش نہیں کرتے کہ مباہلہ کا ایک فریق بن جائیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ عمداً جھوٹ بولنے اور انکار کرنے والوں پر خدا تعالیٰ کا غضب نازل ہوگا۔

اب آپ کی طرف سے اس قسم کی بہانہ بازی کرنا غیر مناسب ہے کہ خط و کتابت سیکرٹریوں کے واسطہ سے ہو رہی ہے یا یہ کہ ایک سال کی مدت کی تعیین نہیں کی گئی۔ حالانکہ اس مدت مباہلہ کا ذکر مباہلہ کے صفحہ ۱۵ (انگریزی ایڈیشن) پر جلی الفاظ میں کیا گیا ہے۔

حضرت امام جماعت احمدیہ کی طرف سے مباہلہ کی دعوت قرآن مجید اور بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے مطابق دی گئی ہے اور یہ دعوت اس وقت دی گئی ہے جب دونوں فریق کے عقائد کے اختلافات بڑھ کر ایک نئی شکل میں آ گئے ہیں۔ تب خدا تعالیٰ کے اذن و اجازت سے یہ دعوت مباہلہ دی گئی۔ اب ہر کس و ناکس کے لئے یہ حق نہیں کہ وہ کھڑا ہو اور اپنی مرضی سے مباہلہ کا چیلنج دینا شروع کر دے۔ مثلاً کیا آپ نے مباہلہ کی اپنی شرائط خاص دعاؤں کے بعد یا خدا تعالیٰ کے اذن سے پیش کی ہیں کیونکہ ہم نے آپ کو دعوت مباہلہ میں آگاہ کر دیا تھا کہ اس مباہلہ کے معاملہ کو سنجیدگی کے ساتھ لیا جائے اور پھر اس روحانی مقابلہ کے نتائج کو بھی ملحوظ خاطر رکھا جائے حضرت بانی جماعت احمدیہ کے خاندان کے متعلق آپ کی بہتان طرازی کو مباہلہ کی بنیاد بنایا جانا ضروری نہیں جیسا کہ آپ نے تجویز کیا ہے۔ ہم آپ جیسے علم دوست سے یہ امید رکھتے تھے کہ آپ اپنے اتہامات اور الزامات کے بارہ میں قرآن مجید اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے واقف ہوں گے۔ ہمیں افسوس ہے کہ آپ ہماری امیدوں پر پورے نہیں اترے کیونکہ قرآن مجید ایسے الزامات کے بارہ میں جو آپ نے اپنے خط میں تحریر کئے ہیں معین ثبوت مہیا کرنے کے لئے ایک ضابطہ کار تجویز کرتا ہے۔ کیا آپ نے متذکرہ بالا ضابطہ کو اپنایا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے حفظ قرآن کی یاد داشت میں شدید کمی آ چکی ہے۔ جب حضرت مریم علیہا السلام اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر الزامات لگائے گئے تو کیا کسی نے مباہلہ کا چیلنج دیا تھا؟ آپ کو یاد رکھنا چاہیئے کہ مباہلہ ہمیشہ محکمات پر ہی ہوتا ہے نہ کہ متشابہات پر اور جو باتیں متشابہات میں آتی ہیں ان پر مباہلہ کا چیلنج نہیں دیا جا سکتا۔

اس لئے ایسے امور جو بالکل بے بنیاد اور شر آمیز ہوں ان کو علیحدہ ہی رہنے دیا جائے۔ پس ہماری دعوت مباہلہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب (بانیٔ سلسلہ احمدیہ) کے دعووں کے سلسلہ میں ہے جن کو خدا تعالیٰ نے امام مہدی اور مسیح موعود بنا کر بھیجا تھا اور جن کے بارہ میں گزشتہ انبیاء کرام کی بھی پیشگوئیاں موجود ہیں۔

چونکہ ان کو بھی آپ واضح طور پر مارکسٹ سمجھتے ہیں لہٰذا آپ کو اس کے بالمقابل چیلنج دینے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ آخری فتح کا انحصار اس پر نہیں کہ کس نے چیلنج دیا بلکہ اس بات پر ہے کہ اللہ کے غضب سے کون بچ گیا۔ اس لئے ہم آپ کو پُر زور الفاظ میں کہتے ہیں کہ آپ کھلے طور پر مقابلہ پر آئیں اور مباہلہ کے چیلنج کو قبول کریں اور بے جا تاویلوں کی بجائے آپ صرف مباہلہ کی کاپی پر جو آپ کے پاس موجود ہے دستخط کر کے ہمیں لوٹا دیں اور اس دعوت مباہلہ کو قبول کرنے کی منظوری جتنے اخبارات میں چاہیں شائع کروا دیں۔ چونکہ آپ کی خط و کتابت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ہمارے مخالفین کے الزامات کے ساتھ متفق ہیں اس لئے اب آپ کو اس بارہ میں کوئی نئی شرائط پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔

حافظ صاحب آپ کے لئے یہ ایک نادر موقعہ ہے کہ آپ اعلانیہ طور پر سامنے آئیں اور امام جماعت کی طرف سے شائع شدہ مباہلہ کو قبول کر کے جتنے اخبارات میں چاہیں آپ شائع کر دیں۔ اور پھر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کس کے حق میں اپنے نشان دکھاتا ہے تاکہ لوگ حق اور باطل میں امتیاز کر سکیں۔ (باقی ملاحظہ کریں صفحہ ۱۴ پر)

جناب مولوی محمد اسماعیل صاحب گودھروی ایڈیٹر

از محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی ایڈیشنل ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

آپ کے مطبوعہ اشتہار بلا تاریخ۔ بعنوان "مباہلہ یا قادیانی ہتھکنڈہ" کی ایک کاپی نظارت دعوت و تبلیغ میں موصول ہوئی۔ جس میں آپ نے امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ یا ان کے نمائندہ جناب صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کو اپنے ساتھ مباہلہ کرنے کا چیلنج دیا ہے۔ ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اس ضمن میں بعض حقائق اظہار حق کے لئے آپ کے سامنے پیش کر دیں۔ اور آپ سے امید کرتے ہیں کہ آپ ان امور پر سنجیدگی سے غور کریں گے۔

(۱):- آپ خوب جانتے ہیں کہ حضرت امام جماعت احمدیہ مرزا طاہر احمد صاحب نے جماعت احمدیہ کے اُن شدید ترین معاندین و مکذبین کو جو جماعت کے عقائد کو غلط رنگ میں پیش کرتے ہیں اور جماعت پر جھوٹے الزامات عائد کر کے اُسے بدنام کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ۱۰؍جون ۱۹۸۸ء کو مباہلہ کا کھلا چیلنج دیا تھا اور مختلف زبانوں میں دنیا بھر میں اس کی تشہیر بھی ہو چکی ہے۔

(۲):- اب آپ کے لئے اس چیلنج مباہلہ سے سرخرو ہونے کا صرف یہی ایک طریق باقی تھا کہ آپ اس چیلنج کو قبول کرتے اور اس قبولیت کو مشتہر کرتے اور صاف صاف لکھتے کہ میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو ان کے دعاوی مسیح موعود و مہدی معہود میں جھوٹا اور مفتری مانتا ہوں اور اگر میں اپنے اس قول میں کاذب ہوں تو خدا تعالیٰ کی لعنت مجھ پر ہو۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ اس قبولیت مباہلہ اور مشتہر اعلان کے بعد خدائی فیصلہ کا انتظار کرتے۔ لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا بلکہ حضرت امام جماعت احمدیہ کے چیلنج مباہلہ کے بالمقابل اپنی طرف سے اپنی شرائط پر مباہلہ کا چیلنج دیا ہے۔ اس طرح گویا آپ نے امام جماعت احمدیہ کے اس کھلے چیلنج کو قبول کرنے سے گریز کر کے مباہلہ سے راہ فرار اختیار کی ہے۔

(۳):- آپ کو خوب معلوم ہے کہ مباہلہ ایک روحانی مقابلہ ہے نہ کہ کوئی مقابلہ یا دنیاوی کھیل تماشہ۔ بلکہ اس میں سنجیدگی و خدا ترسی درکار ہے۔ مباہلہ جو اسلامی اصطلاح ہے۔ اس کے لغوی معنی فریقین کا خدا تعالیٰ کے حضور ابتہال یعنی تضرع سے دعا کرنا اور لعنت ڈالنا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ مباہلہ میں خدا تعالیٰ کے حضور دونوں فریق گریہ و زاری اور عجز و انکساری سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ حق و باطل میں امتیاز کرے اور فریقین میں سے جو جھوٹا ہو اس پر اس کی لعنت ہو۔

اب آپ نے اپنے مطبوعہ اشتہار میں الفاظ کی ہیر پھیر کے ذریعہ سے مباہلہ کے اصل مقصود کو نظر انداز کر دیا ہے۔ اور اپنی طرف سے خود ساختہ شرائط پیش کی ہیں جو حضرت امام جماعت احمدیہ کے مباہلہ کے چیلنج کو قبول کرنے سے گریز کی صورت اخفائے حق اور لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنے کی ایک مذموم کوشش ہے۔ ہمیں اس بات پر حیرت ہے کہ آپ کو امام جماعت احمدیہ کے اس مباہلے کے چیلنج پر رضا مندی کے دستخط کرنے اور اس کو مشتہر کرنے کے معاملہ میں کیا تامل اور دقت محسوس ہو رہی ہے۔

اب آپ کی طرف سے لوگوں میں بار بار یہ تأثر دینا کہ مباہلہ میں فریقین کا ایک مقام پر آمنے سامنے ہونا ضروری ہے۔ درست نہیں ہے۔ کیونکہ عقلاً اور عملاً بھی دنیا بھر سے مباہلہ کے فریقین ایک مقام پر جمع نہیں ہو سکتے۔ اسی دقت کے پیش نظر بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نے اپنے ساتھ مباہلہ کرنے والوں کو بذریعہ اشتہار رجسٹری مباہلہ کرنے کی اجازت دی تھی جیسا کہ حضور فرماتے ہیں:-

"اور چونکہ مباہلہ کے لئے ہر شخص بلایا گیا ہے۔ خواہ پنجاب کا ہو یا ہندوستان کا یا بلاد عرب کا۔ یا بلاد فارس کا۔ اس لئے یہ مشقت مخالفوں پر جائز نہیں رکھی کہ وہ دور دراز سفر کر کے پہنچیں۔ بلکہ حسب منطوق۔ وما جعل علیکم فی الدین من حرج۔ یرید اللّٰہ بکم الیسر۔ ولا یرید بکم العسر۔ یہ تجویز قرار پائی ہے کہ ہر ایک شخص اشتہارات کے ذریعہ سے مباہلہ کرے۔"
(ضمیمہ انجام آتھم۔ ایڈیشن دوم ۱۹۲۲ء صفحہ ۳۳۔ حاشیہ)

اب امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب نے بھی موجودہ دعوت مباہلہ میں اسی طریق کے مطابق تمام دنیا کے مکفرین و مکذبین کو بذریعہ اشتہار مباہلہ کرنے کا چیلنج دیا ہے۔

پس چاہیئے تو یہ تھا کہ آپ بھی اس سہولت و گنجائش سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بذریعہ اشتہار دعوت مباہلہ کی قبولیت کا اعلان کرتے نہ کہ الفاظ کے ہیر پھیر میں اپنی طرف سے ایک نیا چیلنج پیش کرتے۔ کیوں نہ سمجھا جائے کہ آپ کا یہ طریق مباہلہ کے قبول کرنے سے گریز کی ہی ایک صورت ہے۔ اب اگر آپ حضرت امام جماعت احمدیہ کے کھلے چیلنج مباہلہ کو قبول کرنے کے لئے تیار ہیں تو ہم آپ کو اس مطبوعہ چیلنج کی ایک کاپی بصیغہ رجسٹری بھجوا رہے ہیں اور اس کی اطلاع آپ کے علاقہ کے جماعت احمدیہ کے نمائندہ مکرم یعقوب الرحمٰن صاحب صدر جماعت احمدیہ سونگڑہ کو بھی بھجوا رہے ہیں۔ تاکہ وہ بھی آپ سے رابطہ پیدا کریں کہ اگر آپ اب بھی اس مباہلہ کے چیلنج کو قبول کرنے کے لئے تیار ہیں تو اس کے صفحہ ۲۶ پر فریق ثانی کے کالم میں دستخط کر کے بھیج دیں۔ اور اس قبولیت مباہلہ کو بذریعہ اشتہارات و اخبارات شائع کر دیں۔ تاکہ عوام کو بھی اس قبولیت مباہلہ کا علم ہو جائے اگر آپ نے ہماری اس تجویز کو قبول نہ کیا تو مباہلہ سے فرار کا یہ واضح ثبوت ہوگا۔ لہٰذا حضرت امام جماعت احمدیہ کی طرف سے ۱۰؍جون ۱۹۸۸ء کو دیئے گئے کھلے چیلنج کے جواب میں کوئی واضح موقف اختیار کر کے اسے مشتہر کریں اور ہمیں بھی اس کی اطلاع دیں۔

حافظ بشیر احمد مصری

(بقیہ صفحہ اول)

اگر اس کے برعکس آپ خدا تعالیٰ سے معافی اور پناہ چاہتے ہیں تو تمام بغض اور کینہ اور جھوٹے الزامات جو آپ نے متواتر جماعت احمدیہ کے مقدس وجودوں کے خلاف لگائے ہیں۔ (دل سے نکال دیں) یہ بات آپ پر واضح کر دی جاتی ہے کہ اگر آپ نے اعلانیہ طور پر دعوت مباہلہ کو جو جماعت احمدیہ کے مخالفین کو دیا گیا ہے قبول نہ کیا اور آپ جماعت کی مخالفت اور جماعت کے خلاف الزامات لگانے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کے خلاف الزامات اور گندی زبان استعمال کرنے سے باز نہ آئے تو ہم دعا کرتے ہیں کہ قادر و توانا خدا آپ کے ان افعال کو بھی مباہلہ کی منظوری ہی سمجھے اس کے بعد ہماری طرف سے اور کچھ کہنے کی ضرورت نہیں سوائے قرآن کریم کے ان الفاظ کے دہرانے کے کہ لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین۔ جھوٹوں پر خدا کی لعنت ہو۔

رشید احمد چوہدری
سیکرٹری پریس کمیٹی
لندن

جناب سردار ستنام سنگھ صاحب باجوہ کے خاندان کی جانب سے

احمدی مہمانانِ کرام کے اعزاز میں ٹی پارٹی

قادیان ۱۷ر دسمبر قادیان کے ہردلعزیز اور جماعتِ احمدیہ سے محبت رکھنے والے سابق وزیر اور ایم ایل اے نیتا سردار ستنام سنگھ صاحب باجوہ کی وفات کے بعد سابقہ روایات کو قائم رکھتے ہوئے آپ کے خاندان نے آج شام چار بجے اپنے دولتکدہ پر احمدی مہمانوں کے اعزاز میں وسیع پیمانے پر ٹی پارٹی دی۔ جس میں بھارت کے دور دراز علاقوں سے جلسہ سالانہ پر آئے ہوئے بعض حضرات اور پاکستان اور دیگر بیرونی ممالک سے آئے ہوئے احمدی احباب کے علاوہ مقامی سرکردہ افرادِ جماعت کو مدعو کیا گیا جن میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی قادیان اور صدر انجمن احمدیہ کے ناظران بالخصوص قابلِ ذکر ہیں۔

جناب باجوہ صاحب کے خاندان نے پرتپاک انداز میں مہمانوں کا استقبال کیا۔ پھر تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا۔ جناب منوہر لعل صاحب شرما پرنسپل خالصہ ہائی سکول نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ آج باجوہ صاحب مرحوم ہم میں جسمانی اعتبار سے موجود نہیں لیکن ان کی روح آج بھی ہم میں موجود ہے انہوں نے جماعتِ احمدیہ کے ساتھ محبت اور پیار کا راستہ ہمیں بتایا آج بھی ہم اس پر عمل پیرا ہیں۔ آج بھی ہمارے دلوں میں مقامی اور باہر سے آنے والے احمدی مہمانوں کی بے حد عزت ہے۔ میونسپل کمشنر ہونے کی وجہ سے کسی نے مجھ سے سوال کیا کہ احمدیوں کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے میں نے کہا یہ بات آپ کسی غیر احمدی سے دریافت کریں میں تو خود احمدی ہوں۔ آپ نے جماعتِ احمدیہ کے اندازِ تبلیغ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ ایک ایسا انداز ہے جو کسی قوم میں موجود نہیں ہے کہ تمام مذاہب کے بزرگان کو اپنا بزرگ مان کر پھر اپنی بات کریں اور یہی وہ بہترین اندازِ تبلیغ ہے جو اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتا اور یہی وہ اندازِ تبلیغ ہے جس کے نتیجہ میں قوموں کے درمیان صلح اور اتحاد کی فضا قائم ہو سکتی ہے اس تمہید کے ساتھ آپ نے محترم باجوہ صاحب کے خاندان کی طرف سے نمائندگی کرتے ہوئے فرمایا کہ میں آپ سب کا قلبی محبت سے استقبال کرتا ہوں اور فرمایا کہ اس خاندان کا عزم ہے کہ باجوہ صاحب نے جماعتِ احمدیہ سے جو دوستی کا ہاتھ بڑھایا ہے جب تک یہ خاندان دنیا میں موجود رہے گا اس سے بھی بہت بڑھ کر محبت اور پیار کا رشتہ جماعتِ احمدیہ کے ساتھ قائم رکھے گا محترم شرما صاحب نے اپنا واقعہ بتایا کہ تقسیمِ ملک کے وقت جب وہ آئے تھے تو وہ چھوٹے بچے تھے ان کے والد صاحب لوٹ کے مال میں سے اپنی پسند کا صرف ایک قرآن شریف اپنے سر پر رکھ کر لائے تھے اور وہ آج بھی عزت و احترام کے ساتھ اُن کے گھر میں محفوظ ہے۔

بعدہٗ میونسپل کمیٹی قادیان کے سابق پریذیڈنٹ محترم رام پرکاش پربھاکر صاحب نے مقامی طور پر مہمانانِ کرام کا استقبال کرتے ہوئے فرمایا کہ میں یہیں پیدا ہوا اور بڑھا اور میں اس حقیقت کو اچھی طرح جانتا ہوں کہ قادیان کا ذرہ ذرہ احمدیوں کے لئے مقدس ہے۔ باہر سے آئے ہوئے احمدی بھائی سمجھتے ہوں گے کہ شاید ہم لوگ یہاں کیسے رہتے ہیں ان کو ہم بتانا چاہتے ہیں کہ ہم یہاں بھائیوں کی طرح رہتے ہیں شادی بیاہ اور دوسری تقاریب وغیرہ میں ہم قلبی محبت سے ایک دوسرے کی تقاریب میں شریک ہوتے ہیں اور سردار ستنام سنگھ صاحب جو ہمیں باہمی پیار اور محبت کا راستہ دکھا گئے ہیں اس پر ہم آگے ہی آگے بڑھ رہے ہیں اور میرا تو ایمان ہے کہ دنیا میں اگر کوئی پکا مسلمان ہے تو وہ صرف احمدی ہے۔ جب کبھی پاکستان سے جنگ ہوتی ہے تو افسران کی نگاہیں احمدیوں پر اٹھتی ہیں تو ہم انہیں یہی کہتے ہیں کہ احمدی ہم سے زیادہ محبِ وطن ہیں۔

پربھاکر صاحب کے بعد محترم ستنام سنگھ صاحب باجوہ کے بڑے بیٹے محترم پرتاپ سنگھ صاحب باجوہ نے خطاب فرمایا اور اپنے والد صاحب مرحوم کی طرح اس شعر سے آغاز کیا ؎

خدا کی قدرت ہے کہ آپ ہمارے گھر میں آئے
کبھی ہم آپ کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

فرمایا کہ ہم بڑی شدت سے اس مہینہ کا انتظار کرتے رہتے ہیں کیونکہ ہمارے خاندان کا جماعتِ احمدیہ کے ساتھ ایسا رشتہ ہے کہ جس طرح ناخن گوشت سے الگ نہیں ہو سکتا اسی طرح ہم ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتے۔ میں شکر گزار ہوں حضرت مرزا وسیم احمد صاحب اور جملہ مہمانانِ کرام کا کہ وہ تشریف لائے۔ ہمارے والد صاحب نے جو تقریب جاری کی ہوئی ہے اسی طرح جاری رہے گی۔ دوبارہ آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

مہمانانِ کرام کے نمائندہ محترم شجر احمد صاحب نے اپنے خطاب میں مقررین اور محترم باجوہ صاحب کے خاندان کے اس حُسنِ سلوک پر بڑی خوشی کا اظہار فرمایا اور قلبی شکریہ ادا کیا۔

بعدہٗ تنزانیہ کے نمائندہ محترم ابوبکر عبیدی صاحب نے فرداً فرداً جملہ مقررین کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ میں جب تنزانیہ جاؤں گا تو یہ سب کچھ بتاؤں گا کہ قادیان کی مقدس سرزمین میں کیسے نیک دل ہندو سکھ ہیں جو جماعتِ احمدیہ کے ساتھ ایسا محبت اور پیار کا سلوک کرتے ہیں اور یہ بھی بتاؤں گا کہ پاکستان میں جماعت کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا جا رہا ہے۔

آخر میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ آج جس تقریب میں دوست شریک ہوئے ہیں۔ درمیان میں دو سال کا وقفہ پڑا ہے میں اچھی طرح سے جانتا ہوں کہ ہماری بہن مسز باجوہ صاحب اور ان کے دونوں بیٹوں کو باجوہ صاحب کے انتقال کا جو صدمہ پہنچا ہے وہ بہت بڑا صدمہ تھا ان کی بڑی خواہش تھی کہ باجوہ صاحب کی قائم کردہ روایت کو پھر سے قائم کریں مگر کچھ مجبوریاں تھیں میں نے کہا کہ مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہوتی ہے۔

محترم باجوہ صاحب سے جو ہمارا تعلق رہا جب ان کا سانحہ ارتحال ہوا تو یہاں جس رنگ میں اُن کے خاندان سے جماعتِ احمدیہ نے تعزیت کی وہ تو ایک طبعی بات تھی۔ حضور انور نے بھی لنڈن سے تعزیت کا تار بھجوایا اور خط بھی لکھا اور اندرونِ ہند اور بیرونی ممالک سے جو تعزیت نامے آئے اُن کا ریکارڈ تو باجوہ صاحب کے خاندان کے پاس ہوگا۔ پس یہ ایک محبت و پیار کا گہرا تعلق ہے جو دونوں طرف سے پایا جاتا ہے۔

فرمایا کہ میں محترم باجوہ صاحب اور بالخصوص مسز باجوہ صاحب اور پربھاکر صاحب سے عرض کروں گا کہ اس مقدس سرزمین سے اٹھنے والی آواز آج دنیا کے ۱۱۷ ممالک میں قائم ہو چکی ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ جماعتِ احمدیہ حُسنِ سلوک کرنے والی ایک الٰہی جماعت ہے اور دنیا میں پھیلے ہوئے اس کے متبعین اس مقدس سرزمین سے کسقدر محبت رکھتے ہیں۔ میں سب کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ساری دنیا کے احمدی اس حُسنِ سلوک کی قدر کرتے ہیں۔

اس کے بعد حاضرین نے چائے ناشتہ نوش فرمایا۔

(ادارہ)

دعائے مغفرت

خاکسار کے بہنوئی محترم برادرم مرزا بشیر احمد صاحب آف لنگر وال راولپنڈی مورخہ ۸۸/۱۲/۲۲ کو وفات پا گئے ہیں انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ موصوف اپنے خاندان میں پہلے احمدی تھے۔ خوش مزاج۔ تبلیغ کا جوش، انسانی ہمدردی میں پیش پیش سلسلہ کی خدمت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے ہر ایک کو اپنی محبت اور نیک سلوک سے گرویدہ کرنے والے تھے۔ درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی بے پایاں رحمت سے نوازے اور جنت میں اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں جگہ دے آمین خاکسار: مرزا منصور احمد درویش قادیان ایم اے

منظوری عہدیداران و ممبران مجلس تحریک جدید قادیان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۹۸۹ء کے لئے مندرجہ ذیل عہدیداران و ممبران مجلس تحریک جدید قادیان کی منظوری عطا فرمائی ہے۔ جو ریزولیشن نمبر ۱۱ مورخہ ۱۶/۱/۸۹ مجلس تحریک جدید نے ریکارڈ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے آمین

(۱) مکرم منظور احمد صاحب گجراتی صدر مجلس۔ وکیل اعلیٰ۔ وکیل التبشیر و التعلیم وکیل المال

(۲) مکرم	سیٹھ محمد معین الدین صاحب	حیدرآباد	ممبر
(۳) "	فضل الٰہی خان صاحب	قادیان	"
(۴) "	چوہدری بدرالدین صاحب عامل	"	"
(۵) "	ماسٹر مشرق علی صاحب	کلکتہ	"
(۶) "	عبدالحمید صاحب ٹاک	یاری پورہ	"
(۷) "	محمد شفیع اللہ صاحب	بنگلور	"
(۸) "	امیر صاحب صوبہ کیرلہ		"
(۹) "	مولوی شریف احمد صاحب امینی	قادیان	"
(۱۰) "	منیر احمد صاحب حافظ آبادی	"	"
(۱۱) "	مولوی حکیم محمد دین صاحب	"	"
(۱۲) "	مولوی محمد انعام صاحب غوری	"	"

اللہ تعالیٰ تمام ممبران و عہدیداران کو احسن رنگ میں اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی کی توفیق بخشے آمین

صدر مجلس تحریک جدید قادیان

نئے سہ سالہ انتخابات عہدیداران جماعتہائے احمدیہ بھارت

جملہ صدر صاحبان جماعتہائے احمدیہ بھارت کی خدمت میں قواعد بابت انتخاب عہدیداران سرکلر ارسال کیا جا چکا ہے لہٰذا جملہ صدر صاحبان جماعتہائے احمدیہ بھارت اپنی اپنی جماعتوں کے نئے سہ سالہ انتخابات (یکم جولائی ۱۹۸۹ء تا جون ۱۹۹۲ء) کروا کر رپورٹیں بغرض کاروائی و منظوری نظارت ہذا کو جلد از جلد ارسال کر دیں۔ تاکہ وقت مقررہ سے قبل منظوری کی کاروائی کر کے منظوری دی جا سکے

ناظر اعلیٰ

مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی ایڈیشنل ناظر دعوۃ و تبلیغ و مکرم مولوی فرزان احمد صاحب کا

کلکتہ و جماعتہائے اڑیسہ کا تبلیغی تربیتی دورہ

مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی و مکرم مولوی فرزان احمد صاحب مندرجہ ذیل کلکتہ اور بعض جماعتہائے اڑیسہ کا تبلیغی و تربیتی دورہ کریں گے۔ اس دورہ کے دوران تبلیغی و تربیتی امور کے علاوہ جماعتوں کے جوبلی پروگراموں کا بھی جائزہ لیں گے۔ عہدیداران و احباب جماعت اُن سے پورا پورا تعاون کریں۔

نوٹ:۔ مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق نماز جمعہ ۲۴ فروری کو بھدرک میں تین مارچ کو کیرنگ اور ۱۰ مارچ کو کلکتہ میں ادا ہو گی

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

نام جماعت	رسیدگی	قیام	روانگی	نام جماعت	رسیدگی	قیام	روانگی
قادیان	-	-	۱۶/۲/۸۹	جمشید پور	۲۴	۲	۲۶
کلکتہ	۱۸/۲/۸۹	۱	۲۰/۲/۸۹	کیرنگ	۲/۳/۸۹	۴	۶/۳/۸۹
سونگڑہ	۲۰	۳	۲۳	کلکتہ	۷	۳	۱۰
بھدرک	۲۳	۲	۲۵	قادیان	۱۲/۳/۸۹	-	-
کٹک	۲۵	۲	۲۷	"	"	"	"

درخواستہائے دعا

○۔ عزیز مکرم راجہ نسیم احمد خان صاحب نوروسی کشمیر سے جملہ احباب کو سلام لکھتے ہیں۔ سینئر کیمبرج کے لئے انٹرویو دیا ہے۔ چھوٹے بھائی نے بھی انجینئرنگ کے لئے انٹرویو دیا ہے۔ بیٹا وسیم احمد اکثر بیمار رہتا ہے۔ والد صاحب کی پریشانیوں سے نجات کے لئے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے صحیح معنوں میں مجاہد احمدیت بننے کی توفیق عطا فرمائے۔

○۔ مکرم روشن دین صاحب ڈار ایک سال سے بیمار چلے آرہے ہیں صحت کاملہ اور دینی و دنیوی ترقیات کے لئے

○۔ مکرم محمد ابراہیم صاحب صدر جماعت احمدیہ نیپال کے بیٹے مکرم محمد علیم الحق صاحب کلکتہ میں بلڈ پریشر سے بیمار چلے آرہے ہیں۔ معمولی افاقہ ہے۔ صحت کاملہ کے لئے نیز اپنے اور اپنی اہلیہ صاحبہ کی پریشانیوں کے ازالہ کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں۔

قارئین کرام مذکورہ احباب کیلئے دعا کریں۔

(ادارہ)

خوبصورت بیج!

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان نے صد سالہ جشن تشکر کے مبارک موقع پر جوبلی مونو گرام کے نہایت خوبصورت اور دیدہ زیب پیتل کے بیج دو سائزوں میں تیار کروائے ہیں۔ بڑے سائز کی قیمت 5/- روپے اور چھوٹے کی 3/75 روپے ہو گی۔ ڈاک خرچ علاوہ ہوگا۔ قارئین کرام اپنے آرڈرز بھجوائیں۔

صدر صد سالہ جوبلی کمیٹی مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ

ترجمہ:۔ دین کا خلاصہ خیر خواہی ہے۔

MOHAMMED RAHMAT PHONE C/o 896008

A Z

SPECIALIST IN ALL KINDS OF TWO WHEELER MOTOR VEHICLES

45-B PANDUMALI COMPOUND

DR. BHADKAMKAR MARG, BOMBAY 400008

ارشاد نبوی

اِحْفَظْ لِسَانَکَ

ترجمہ:۔ اپنی زبان کی حفاظت کیا کرو

محتاج دعا:۔ یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی (مہاراشٹر)

کیا آپ نے
جوبلی کا چندہ ادا کر دیا ہے!

أَفْضَلُ الذِّكْرِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه
(حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

منجانب:۔ ماڈرن شو کمپنی ۳۱/۵/۶ لوئر چت پور روڈ کلکتہ ۳
MODERN SHOE CO
31/5/6. LOWER CHITPUR ROAD
PHONE :- 275475
RESI :- 273403
CALCUTTA-700073.

اَدُّوْا زَكٰوةَ اَمْوَالِكُمْ
تم اپنی زکوٰۃ ادا کیا کرو (حدیث نبوی)
SAW MILLS & FOREST CONTRACTORS
DEALERS IN TIMBER TEAK POLES SIZES FIRE WOODS, MANUFACTURERS OF WOODEN FURNITURE ELECTRICAL ACCESSORIES etc
PO- VANIYAMBALAM (KERALA)

درخواستِ دعا

عزیزہ محترمہ مبارکہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالعزیز خان صاحب اپنی اور اپنے شوہر کی دینی و دنیوی ترقیات اور جملہ متعلقین کی صحت و سلامتی کے لئے حیدرآباد سے درخواستِ دعا کرتی ہیں۔ (ادارہ)

"بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔"
(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)
S.K. GHULAM HADI & BROTHERS READYMADE GARMENTS DEALERS CHANDAN BAZAR
BHADRAK- dt- BALASORE (ORISSA)

قائم ہو پھر سے حکم محمد جہاں میں: ضائع نہ ہو تمہاری یہ محنت خدا کرے
رائچوری الیکٹریکلس (الیکٹرک کنٹریکٹر)
RAICHURI ELECTRICALS & (ELECTRIC CONTRACTORE
TARUN BHARAT CO OP HOUSE SOCT
PLOT NO.6. GROUND FLOORE OLD CHAKALA
OPP. CIGARETTE HOUSE ANDHERI (EAST)
PH { office :— 6348179
Resi :— 6283389
BOMBAY 400099.

اَلْخَيْرُ كُلُّهٗ فِى الْقُرْاٰن
ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے۔
(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)
THE JANTA PHONE - 279203.
CARD BOAR BOX M.FG.CO
MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARDBOARD CORRUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS
15, PRINCEP STREET, CALCUTTA-700072.

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز
الرحیم جیولرز
پروپرائیٹر: سید شوکت علی اینڈ سنز
پتہ:-
خورشید کلاتھ مارکیٹ حیدری نارتھ ناظم آباد کراچی ۶۲۹۴۴۳

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالم کو اک عالم دکھاتی ہے
(دُرِّ ثمین)
آٹو ونگس
AUTOWINGS
15. SANTHOME HIGH ROAD
MADRAS 600004.
PHONE { 76360
74350

يَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُّوْحِیْ إِلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ

تیری مدد وہ لوگ کریں گے جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے!

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکش :- کرشن احمد گوتم احمد اینڈ برادرس سٹاکسٹ جیون ڈریسز مدینہ میدان روڈ بھدرک ۷۵۶۱۰۰ (اڑیسہ)

پیر و پرائیٹر :- شیخ محمد یونس احمدی فون نمبر 294

AUTHORISED JEEP JOBBERS PARTS

LUCAS-TVS

AUTHORISED DISTRIBUTORS

AMBASSADOR - TREKKER
BEDFORD - CONTESSA

AUTHORISED DEALERS

PERKINS P3 P4 P6 P6/354

آٹو ٹریڈرز

۱۶ مینگو لین کلکتہ ۷۰۰۰۰۱

ہر قسم کی گاڑیوں، پٹرول و ڈیزل کار ٹرک، بس جیپ اور ٹریکٹر کے اصل پرزہ جات کیلئے ہماری خدمات حاصل کریں

تار کا پتہ :- "Autocentre"

ٹیلیفون نمبرز 285222 281652

AUTO TRADERS 16 MANGOE LANE CALCUTTA 700001.

"فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے"

(ارشاد حضرت ناصر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ)

احمد الیکٹرانکس

گولڈ لک الیکٹرانکس

الیکٹرانکس ریڈیو، ٹی وی، ٹیپ ریکارڈر، پنکھوں اور سلائی مشین کی سیل اور سروس

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

- بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو نہ ان کی تحقیر
- عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو نہ خود نمائی سے ان کی تذلیل۔
- امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو نہ خود پسندی سے ان پر تکبر

(کشتی نوح)

M. MOOSA RAZA SAHEB & SONS. 6 ALBERT VICTOR ROAD FORT
GRAM :- MOOSA RAZA
PHONE :- 525558
BANGALORE - 560002

"پندرھویں صدی ہجری غلبہ اسلام کی صدی ہے"

(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ)

پیشکش :-

SAIRA Traders

WHOLE SALE : DEALERS IN HAWAI & P.V.C CHAPPLS
SHOE MARKET
NAYAPUL, HYDERABAD - 500002 PH. NO 522886.

"قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے"

(ملفوظات جلد ہشتم ص۲۱)

ٹیلیگرام "ALLIED"

الائیڈ پروڈکٹس

سپلائرز :- کرشڈ بون - بون میل - بون سینوس اور ہارن ہوفس وغیرہ

پتہ :-

نمبر ۲۱/۳/۲ عقب کاچی گوڑہ ریلوے سٹیشن حیدر آباد ۲۷ (اے پی)

"ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے"

(کشتی نوح)

MIR®

CALCUTTA - 15

پیشکش :-

آرام دہ مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ ہوائی چپل نیز ربر پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!